ٹائیٹل طبع اوّل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّۃُ

کہ رسالہ شافیہ کافیہ جو مخالفوں پر حجت اللہ اور موافقوں کیلئے موجب زیادت و ایمان و عرفان ہے

موسوم بہ

نِشانِ آسمانی

جسکا دُوسرا نام

شَہادتُ المُلہَمِین

بھی ہے

اِنیست نشان آسمانی * پیش من نیست اگر قرآن

با صوفیانِ چرخ نشان آسمانی * اُفتاد برغبتے عربی زبان

از تالیفاتِ مہدئِ زمان و مسیحِ دَوران مجددُ الوقت حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

جون ۱۸۹۲ء میں

بزیرنگرانی خاکسار غلام محمد کاتب

ریاض ہند امرتسر میں چھپا

اطلاع

بخدمت جمیع احباب

ہر ایک دوست کی خدمت میں جو یہ رسالہ
نشانِ آسمانی روانہ کیا جائے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ
قیمت پر بھیجا گیا ہے اور جہانتک ممکن ہو بلا توقف قیمت اسکی
جو تین آنے ہے اور محصولڈاک آدھا آنہ ہے یعنی کل ۳؍۶ پائی
بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دیں تا دوسرے رسالہ دافع الوساوس
کے لئے سرمایہ جمع ہو جاوے اور جو صاحب اور نسخے خریدنا
چاہیں وہ بھی اطلاع بخشیں تا جس قدر طلب کریں
بھیجے جائیں۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

راقم خاکسار میرزا غلام احمد قادیان
ضلع گورداسپور پنجاب

یکم جون ۱۸۹۲ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُدرتِ کردگار مے بینم　　حالتِ روزگار مے بینم
از نجوم ایں سخن نمے گویم　　بلکہ از کردگار مے بینم
در خراسان و مصر و شام و عراق　　فتنہ و کارزار مے بینم
ہمہ را حال مے شود دیگر　　گر یکے در ہزار مے بینم
قصّۂ بس غریب مے شنوم　　غُصّۂ در دیار مے بینم
غارت و قتل لشکرِ بسیار　　از یمین و یسار مے بینم
بس فرو مایگان بے حاصل　　عالم و خواند کار مے بینم
مذہب دین ضعیف مے یابم　　مبدعِ افتخار مے بینم
دوستانِ عزیز ہر قومے　　گشتہ غمخوار خوار مے بینم
منصب و عزل و تنگچیِ عمّال　　ہر یکے را دو بار مے بینم
ترک و تاجیک را بہم دیگر　　خصمی و گیر دار مے بینم
مکر و تزویر و حیلہ در ہر جا　　از صغار و کبار مے بینم
بقعۂ خیر سخت گشت خراب　　جائے جمع شرار مے بینم
اندکے امن گر بود امروز　　در حد کوہسار مے بینم
گرچہ مے بینم ایں ہمہ غم نیست　　شادی غمگسار مے بینم
بعد امسال و چند سال دگر　　عالمے چوں نگار مے بینم
بادشاہ مشام دانائے　　سرورِ باوقار مے بینم
حکم امثال صورتے دگرست　　نہ چو بیدار وار مے بینم

غین و رے سال چوں گذشت از سال	بوالعجب کار و بار مے بینم
گر در آئینۂ ضمیرِ جہاں	گرد و زنگ و غبار مے بینم
ظلمتِ ظلم ظالمانِ دیار	بے حد و بے شمار مے بینم
جنگ و آشوب و فتنہ و بیداد	درمیان و کنار مے بینم
بندہ را خواجہ وش ہمے یابم	خواجہ را بندہ وار مے بینم
ہر کہ ادبار یار بود امسال	خاطرش زیرِ بار مے بینم
سکّۂ نو زنند بر رُخِ زر	درہمش کم عیار مے بینم
ہر یک از حاکمانِ ہفت اقلیم	دیگرے را دوچار مے بینم
ماہ را رُوسیاہ مے نگرم	مہر را دِل فگار مے بینم
تاجر از دُور دست و بے ہمراہ	ماندہ در رہگذار مے بینم
حالِ ہند خراب مے یابم	جَورِ ترک تتار مے بینم
بعض اشجار بوستانِ جہاں	بے بہار و ثمار مے بینم
ہمدلی و قناعت و کنجے	حالیا اختیار مے بینم
غم مخور زانکہ من دریں تشویش	خرمی وصلِ یار مے بینم
چوں زمستاں بے چمن بگذشت	شمس خوش بہار مے بینم
دَورِ او چوں شود تمام بکام	پسرش یادگار مے بینم
بندگانِ جنابِ حضرتِ او	سربسر تاجدار مے بینم
بادشاہِ تمام ہفت اقلیم	شاہِ عالی تبار مے بینم
صُورت و سیرتش چو پیغمبر	علم و حلمش شعار مے بینم
یدِ بیضا کہ با او تابندہ	بازو با ذوالفقار مے بینم
گلشنِ شرع را ہمے بوئیم	گل دین را ببار مے بینم

تا چہل سال اے برادرِ من — دورِ آں شہسوار مے بینم
عاصیاں از امام معصومم — خجل و شرمسار مے بینم
غازیِ دوستدار دشمن کش — ہمدم و یار غار مے بینم
زینتِ شرع و رونقِ اسلام — محکم و استوار مے بینم
گنجِ کسریٰ و نقد اسکندر — ہمہ بر روئے کار مے بینم
بعد ازاں خود امام خواہد بود — بس جہاں را مدار مے بینم
ا ح م و دال مے خوانم — نامِ آں نامدار مے بینم
دین و دُنیا ازو شود معمور — خلق زو بختیار مے بینم
مہدیٔ وقت و عیسیٰٔ دَوراں — ہر دو را شہسوار مے بینم
ایں جہاں را چو مصر مے نگرم — عدلِ او را حصار مے بینم
ہفت باشد وزیر سُلطانم — ہمہ را کامگار مے بینم
برکفِ دست ساقیٔ وحدت — بادۂ خوشگوار مے بینم
تیغ آہن دِلاں زنگ زدہ — کند و بے اعتبار مے بینم
گرگ با میش شیر با آہو — در چرا با قرار مے بینم
ترکِ عیار سُست مے نگرم — خصمِ او در خمار مے بینم

نعمت اللہ نشستہ بر کنجے
از ہمہ برکنار مے بینم

اِس جگہ منشی محمد جعفر صاحب اِس بات پر زور دیتے ہیں کہ یہ شعر یعنی ترکِ عیار گویا اس عاجز کی تکذیب کی نسبت پیشگوئی ہے۔ لیکن ایک عقلمند جو انصاف اور تدبّر سے کچھ حصہ رکھتا ہو وُہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ شعر اس قصیدہ کے مضامین کا ایک آخری مضمون ہے اور قصیدہ کی ترتیب سے یہ بداہت معلوم ہوتا ہے کہ اوّل مسیح موعود کا ظہور ہو اور پھر اسکے بعد کوئی ایسا واقعہ

پیش آوے جو ترکِ عیار سُست نظر آوے اور اُس کا دشمن بھی خمار میں دکھلائی دے۔ اور ظاہر ہے کہ اِس زمانہ میں بجز اِس عاجز کے کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تا کہ اس کے دعویٰ کے بعد ایک ناقص الفہم اس عاجز کو ترک قرار دے۔ پس اس شعر کے صحیح معنے یہ ہیں کہ اِس مسیح کے ظہور کے بعد ترکی سلطنت کچھ سُست ہو جاوے گی اور سلطنت کا مخالف بھی یعنی رُوس فتحیابی کا کچھ اچھا پھل نہیں دیکھے گا۔ اور آخر کار فتح کا سرور جاتا رہیگا اور خمار رہ جائیگا۔ اور نیز یہ شعر یعنی مہدیٔ وقت و عیسیٰ دَوراں صاف دلالت کرتا ہے کہ وُہی مہدیٔ موعود مسیح موعود بھی ہوگا۔ حالانکہ سیّد احمد صاحب نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود بھی ہوں۔ اور حدیثوں کی رُو سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کے ظہور کے وقت ترکی سلطنت کچھ ضعیف ہو جائیگی اور عرب کے بعض حصّوں میں نئی سلطنت کے لئے کچھ تدبیریں کرتے ہونگے اور ترکی سلطنت کو چھوڑنے کیلئے تیار ہوں گے۔ سو یہ علامات مہدی موعود اور مسیح موعود کی ہیں جس نے سوچنا ہو سوچے۔ محمد جعفر صاحب کی سمجھ پر تعجب ہے کہ انہوں نے اِس مصرعہ پر بھی غور نہیں کی کہ پسرش یادگار مے بینم۔ یہ پیشگوئی سیّد احمد صاحب پر کیونکر صادق آسکتی ہے۔ اگر آج یعنی ۲۷ جنوری ۱۸۹۶ء کو زندہ ہو کر آجائیں تو ایک سو بارہ برس کے ہونگے تو کیا اس عمر میں جورو کرینگے اور لڑکا پیدا ہوگا۔ پھر ماسوا اسکے یہ لڑکا پیدا ہونا اور جورو کرنا مسیح موعود کی بہت حدیثوں میں لکھا ہے۔ اور اس کے مطابق نعمت اللہ صاحب کا الہام ہے کیونکہ مسیح موعود کی نسبت حدیثوں میں ہے کہ یتزوج و یُولد لہٗ۔ لیکن سیّد صاحب نے تو کبھی مسیح موعود ہونیکا دعویٰ نہیں کیا۔ پس وُہ کیونکر اس پیشگوئی کے مصداق ہو سکتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ مصرعہ ترک عیار میں لفظِ عیار کا محل ذم میں نہیں ہے بلکہ یہ لفظ فارسیوں کے استعمال میں محلِ مدح میں آتا ہے۔ حافظ فرماتے ہیں ؎

خیالِ زلفِ تو پختن نہ کارِ خامان ست
کہ زیرِ سلسلہ رفتن طریقِ عیاری ست

منہ

واضح ہو کہ اِن چند اوراق میں اُن بعض اولیاء اور مجاذیب کی شہادتیں درج ہیں جنہوں نے ایک زمانہ دراز اِس عاجز سے پہلے اِس عاجز کی نسبت خبر دی ہے منجملہ اُنکے ایک مجذوب گلاب شاہ نام کی پیشگوئی ہے جو ہمارے اِس زمانہ سے تیس[2] یا اکتیس برس پہلے اِس عالم گذران سے گذر چکا ہے اور اگرچہ یہ پیشگوئی ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰ میں مجمل طور پر شائع ہو چکی ہے۔ لیکن اَب کی دفعہ صاحب بیان کنندہ نے تمام جزئیات کو خوب یاد کر کے بہ تفصیل تمام اُس پیشگوئی کو بیان کیا ہے اور چاہا ہے کہ الگ طور پر وہ پیشگوئی ایک اشتہار میں شائع کر دیجائے۔

بیان کنندہ یعنے میاں کریم بخش جسقدر اِس پیشگوئی کو نہایت یقین اور ایمانی جوش کے ساتھ بیان کرتا ہے اُسکو اگر کوئی طالبِ حق متوجہ ہو کر سُنے تو ممکن نہیں کہ اُسکا ایک کامل اور عجیب اثر اُسکے دِل پر پیدا نہ ہو۔ مَیں نے میاں کریم بخش کو اَب ماہ مئی ۱۸۹۲ء میں دوبارہ لدھیانہ میں بُلا کر اِس پیشگوئی کی اُس سے مکرّرًا تفتیش کی اور کئی مجلسوں میں اُسکو قسم دیکر پوچھا گیا کہ اِس بارے میں جو یقینی طور پر راست راست بات ہے اور خوب یاد ہے وہی بات بیان کرے ایک ذرہ مُشتبہ بات بیان نہ کرے اور یہ بھی کہا گیا کہ اگر ایک سرِ مُو کوئی خلاف واقعہ بات

یا کوئی مُشتبہ امر بیان کریگا جو ٹھیک ٹھیک یاد نہیں رہا تو خدائے تعالیٰ کے سامنے اُس کا جواب دینا پڑیگا۔ بلکہ سچائی کے امتحان کی غرض سے نہایت سختی سے اُس پیر مرد کو کہا گیا کہ آپ اب اِس بات کو خوب سوچ لیں اور سمجھ لیں کہ اگر آپ کے بیان میں ایک لفظ بھی خلاف واقعہ ہوگا تو اُسکا بوجھ آپکی گردن پر ہوگا اور حشر کے دِن میں وُہ طوقِ لعنت گردن میں پڑیگا جو مفتریوں کی گردن میں پڑا کرتا ہے پھر بار بار کہا گیا کہ اے میاں کریم بخش آپ پیر مرد آدمی ہیں اور جیسا کہ سُنا جاتا ہے تقویٰ اور صوم و صلوٰۃ کی پابندی سے آپ کا زمانہ گذرا ہے اَب اِس بات کو یاد رکھو کہ اگر یہ پیشگوئی میاں گلاب شاہ کی جو اِس عاجز کی نسبت آپ بیان کرتے ہیں ایک مشتبہ امر ہے یا خلافِ واقعہ ہے تو اُس کے بیان کرنے سے تمام اعمالِ خیر سابقہ تمہارے ضائع اور برباد ہو جائیں گے اور ناراض نہ ہونا یقیناً سمجھو کہ اِس افترا کی سزا میں تم جہنّم میں ڈالے جاؤ گے۔ اگر یقینی طور پر یہ امر واقعی نہیں تو میرے لئے اپنے ایمان کو ضائع مت کرو مَیں نہ اِس جہان میں تمہارے کام آسکتا ہوں نہ اُس جہان میں جو مُجرم بنکر خُدائے تعالیٰ کے سامنے جائیگا اُسکے لئے وُہ جہنّم ہے جسمیں وُہ نہ مریگا اور نہ زندہ رہیگا۔ بدبخت ہے وُہ انسان جو افترا کر کے اپنے مالک کو ناراض کرے اور سخت بدنصیب ہے وُہ شخص کہ ایک مجرمانہ کام کر کے ساری عمر کی نیکیاں برباد کر دیوے۔ اور یاد رکھو کہ اگر کوئی میرے لئے کِسی قِسم کا خدائے تعالیٰ پر افترا کرے گا اور کوئی خواب یا کوئی الہام یا کشف میرے خوش کرنیکے لئے مشہور کر دیگا تو مَیں اُسکو کُتّوں سے بدتر اور سُؤروں سے ناپاک تر سمجھتا ہوں۔ اور دونوں جہانوں میں اُس سے بیزار ہوں کیونکہ اُس نے ایک ذلیل خلق کے لئے اپنے عزیز مولےٰ کو جھوٹ بولکر ناراض کر دیا۔ اگر ہم بیباک اور کذّاب ہو جائیں اور خدا تعالےٰ کے سامنے افتراؤں سے نہ ڈریں تو ہزارہا درجے ہم سے کُتّے اور سُؤر اچھے ہیں۔ سو اگر گناہ کیا ہے تو توبہ کرو۔ تا ہلاک نہ ہو جاؤ۔ اور یقیناً سمجھو کہ خدا تعالےٰ مُفتری کو بے سزا نہیں چھوڑیگا۔ اور اِس عاجز کا کاروبار کِسی انسان کی شہادت پر موقوف نہیں۔ جِس نے مجھے

بھیجا ہے وُہ میرے ساتھ ہے اور مَیں اُسکے ساتھ ہوں میرے لئے وُہی پناہ کافی ہے۔ یقیناً وُہ اپنے بندہ کو ضائع نہیں کریگا اور اپنے فرستادہ کو برباد نہیں کر دیگا۔ یہ وُہ تمام باتیں ہیں جو کئی دفعہ میاں کریم بخش کو کئی مجلسوں میں کہی گئیں۔ لیکن اُس نے اِن سب باتوں کو سُنکر ایک درد سے بھرے ہُوئے دل کے ساتھ ایسا جواب دیا جس سے رونا آتا تھا اور اُسکے لفظ لفظ سے معلوم ہوتا تھا کہ وُہ خدا کے خوف سے بھر کر نہایت سچائی سے بیان کر رہا ہے اور اُسکے بیان کرنے میں جو چشم پُر آب ہوکر ایک رقّت کے ساتھ تھا ایک ایسی تاثیر تھی جس کے اثر سے بدن پر لرزہ آتا تھا۔ پس اُس روز یقین قطعی سے سمجھا گیا کہ یہ پیشگوئی اِس شخص کے رگ و ریشہ میں اثر کر گئی ہے اور اُسکے ایمان کو اس سے اعلیٰ درجہ کا فائدہ پہنچا ہے چنانچہ ہم ذیل میں اُسکا وُہ اشتہار جو اُس نے اللہ جلّشانہٗ کی قسم کھا کر ایک پُر درد بیان میں لکھایا ہے درج کرینگے اُسکے پڑھنے سے ناظرین جو باانصاف اور حقیقت شناس ہیں سمجھ لینگے کہ کیسی اعلیٰ شان کی وُہ شہادت ہے۔

ماسوا اِسکے ایک اور پیشگوئی ہے جو ایک مردِ باخدا نعمت اللہ نام نے جو ہندوستان میں اپنی ولایت اور اہلِ کشف ہونیکا شہرہ رکھتا ہے اپنے ایک قصیدہ میں لکھی ہے اور یہ بزرگ سات سَو اٹھاس برس پہلے ہمارے زمانہ سے گذر چکے ہیں اور اسی قدر مدّت اُنکے اِس قصیدہ کی تالیف میں بھی گذر گئی ہے جسمیں یہ پیشگوئی درج ہے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی جس زمانہ میں اِس کوشش میں تھے کہ کسی طرح اُنکے مرشد سیّد احمد صاحب مہدی وقت قرار دیئے جائیں اُس زمانہ میں اُنھوں نے اُس قصیدہ کو حاصل کرکے بہت کچھ سعی کی کہ یہ پیشگوئی اُنکے حق میں ٹھہر جائے یہانتک کہ اُنہوں نے اپنی کتاب کے ساتھ بھی اُسکو شائع کر دیا لیکن اُس پیشگوئی میں وُہ پتے اور نشان دیئے گئے تھے کہ کسی طرح سیّد احمد صاحب اُن علامات کے مصداق نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اُس پیشگوئی کے مصداق کا نام احمدؐ لکھا ہے یعنی اُس آنے والے کا نام احمد ہوگا اور نیز یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ وُہ ملک ہند میں ہوگا اور نیز یہ بھی لکھا ہے کہ وُہ تیرھویں صدی میں ظہور کرے گا۔ پس بنظرِ

سرسری خیال گذر سکتا ہے کہ سیّد احمد صاحب میں یہ تینوں علامتیں تھیں لیکن ذرہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اُس پیشگوئی کو سیّد احمد صاحب موصوف سے کچھ بھی تعلق نہیں کیونکہ اوّل تو ان اشعار سے صاف پایا جاتا ہے کہ وُہ مجدّد موعود تیرھویں صدی کے اوائل میں نہیں ہوگا بلکہ تیرھویں صدی کے اخیر پر کئی واقعات اور حادثات اور فتن کے ظہور کے بعد ظہور کریگا یعنی چودھویں صدی کے سر پر ہوگا۔ مگر ظاہر ہے کہ سیّد احمد صاحب نے تیرھویں صدی کے نصف تک بھی زمانہ نہیں پایا۔ پھر چودھویں صدی کا مجدّد اُن کو کیونکر ٹھہرایا جائے۔ ماسوا اسکے سیّد موصوف نے یہ دعویٰ جو اُنکی نسبت بیان کیا جاتا ہے اپنی زبان سے کہیں نہیں کیا اور کوئی بیان اُن کا ایسا پیش نہیں ہوسکتا جس میں یہ دعوے موجود ہو۔ اور ان سب باتوں سے بڑھ کر یہ امر ہے کہ شیخ نعمت اللہ ولی نے اُن اشعار میں اُس آنیوالے کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ وُہ مہدی اور عیسٰی بھی کہلائیگا حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ سیّد احمد صاحب نے کبھی عیسٰے ہونیکا دعویٰ نہیں کیا۔ پھر انھیں اشعار میں ایک یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ اسکے بعد اُسکے رنگ پر آنیوالا اُسکا بیٹا ہوگا کہ اُسکا یادگار ہوگا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ سیّد احمد صاحب نے ایسے کامل بیٹے کی نسبت کوئی پیشگوئی نہیں کی اور نہ کوئی اُنکا ایسا بیٹا ہوا کہ وُہ عیسوی رنگ سے رنگین ہو۔ پھر انھیں اشعار میں ایک یہ بھی اشارہ ہے کہ وہ مبعوث ہونے کے وقت سے چالیس برس تک عمر پائیگا۔ مگر ظاہر ہے کہ سیّد احمد صاحب اپنے ظہور کے وقت سے صرف چند سال زندہ رہکر اِس دُنیا فانی سے انتقال کر گئے۔ لیکن براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ یہ عاجز تجدید دین کیلئے اپنی عمر کے سِن چالیس میں مبعوث ہُوا جسکو گیارال برس کے قریب گذر گیا اور باعتبار اُس پیشگوئی کے جو ازالہ اوہام میں درج ہی یعنے بہ کہ ثمانین حولاً او قریبًا من ذٰلك ایام بعثت چالیس برس ہوتے ہیں واللہ اعلم۔

اور سیّد صاحب کے پھر دوبارہ آنے کی اُمید رکھنا اُسی قسم کی اُمید ہے جو حضرت ایلیا اور مسیح کے آنے پر رکھی جاتی ہے اور نہایت سادہ اور بیخبر آدمی اپنے وقتوں کو اُس اُمید

پر ضائع کر رہے ہیں اسکی صرف اِس قدر اصلیت معلوم ہوتی ہے کہ قدیم سے خدائے تعالیٰ کی یہ سُنّت جاری ہے کہ بعض اوقات وُہ ایک کامل فوت شدہ کے دُنیا میں دوبارہ آنیکی نسبت کسی اہل کشف کے ذریعہ سے خبر دیدیتا ہے اور اُس سے مُراد صرف یہ بات ہوتی ہے کہ اُس شخص کی طبع اور سیرت پر کوئی شخص پیدا ہوگا چنانچہ بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ملاکی نبی نے بھی یہ خبر دی تھی کہ ایلیا نبی جو آسمان پر اُٹھایا گیا ہے پھر دُنیا میں آئیگا اور جبتک ایلیا دوبارہ دُنیا میں نہ آوے تب تک مسیح نہیں آسکتا۔ اِس خبر کے ظاہر الفاظ پر یہود ظاہر پرست اِس قدر جم گئے کہ اُنہوں نے حضرت مسیح کو اُنکے ظہور کے وقت قبول نہ کیا اور ہرچند حضرت مسیح نے اُنہیں کہا کہ ایلیا سے مُراد یُوحنّا زکریا کا بیٹا ہے جو یحیٰی بھی کہلاتا ہے لیکن اُنکی نظر تو آسمان پر تھی کہ وُہ آسمان سے نازل ہوگا۔ پس اِس ظاہر پرستی کی وجہ سے اُنہوں نے دو نبیوں کا انکار کر دیا یعنی عیسٰے اور یحیٰی کا اور کہا کہ یہ سچّے نبی نہیں ہیں اگر یہ سچّے ہوتے تو اِن سے پہلے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کتابوں میں خبر دی تھی ایلیا نبی آسمان سے نازل ہوتا۔ سو یہودی لوگ ابتک آسمان کیطرف دیکھ رہے ہیں کہ کب ایلیا نبی اِس سے اُترتا ہے۔ اور اِن بدنصیبوں کو خبر نہیں کہ ایلیا نبی تو آسمان سے اُتر چکا اور مسیح بھی آچکا۔ افسوس کہ خشک ظاہر پرستی نے کِس قدر دُنیا کو نقصان پہنچائے ہیں پھر بھی دُنیا نہیں سمجھتی۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اے مسلمانوں تم آخری زمانہ میں بکلّی یہودیوں کے قدم بہ قدم ہر یک بات میں چلو گے۔ یہاں تک کہ اگر کسی یہودی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا تو تم بھی کرو گے۔ یہ حدیث اور ایلیا نبی کا قصّہ مسیح موعود کے قصّہ کے ساتھ جس پر آج طوفان برپا ہو رہا ہے ملا کر پڑھو اور غور کرو اور ذرہ عقل سے کام لیکر سوچو کہ ایلیا نبی کے دوبارہ آنیکا خیال جو یہودیوں کے اہلسنت والجماعت میں بالاتفاق قائم ہو چکا تھا آخر وُہ حضرت عیسٰی کی عدالت سے کیونکر فیصلہ ہو کر پاش پاش ہو گیا۔ کہاں گیا اُن کا اجماع سوچکر دیکھو کہ آیا سچ مچ ایلیا نبی آسمان سے اُتر آیا یا ایلیا سے یحیٰی بن زکریا مراد لیا گیا

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار فرماتا ہے کہ تم اَے مسلمانو! اُن ٹھوکروں سے بچو جو یہودی لوگ کھا چکے ہیں اور اُن خیالات سے پرہیز کرو جنپر جمنے سے یہودی لوگ کتّے اور سُوٌر بنائے گئے۔ دانا وُہ ہے جو دُوسرے کے حال سے نصیحت پکڑے اور جس جگہ دُوسرے کا پیر پھسل چکا ہے اُس جگہ قدم رکھنے سے ڈرے افسوس کہ آپ لوگ اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے وُہی غاریں کھود رہے ہیں جو یہودیوں نے کھودی تھیں۔ ذرہ تکلیف اُٹھائیں اور یہود کے عُلماء کے پاس جائیں اور پُوچھیں کہ یہود نے حضرت عیسٰے اور حضرت یحییٰ کو قبول کیوں نہ کیا تو یہی جواب پائینگے کہ سچّے مسیح کے آنے کی آسمانی کتابوں اور بنی اسرائیل کی احادیث میں یہی نشانی لکھی ہو کہ اُس سی پہلے ایلیا آسمان سے اُتریگا اور نیز مسیح بادشاہ اور صاحب لشکر ہوگا۔ سو چونکہ ایلیا نبی آسمان سی نہیں اُترا اور نہ ابن مریم کو ظاہری بادشاہی ملی اسلئے مریم کا بیٹا سچّا مسیح نہیں ہے۔

اَب آپ لوگ سوچیں اور خوب سوچیں کہ یہ قصّہ ایلیا کا مسیح موعود کے قصّہ سے کسقدر ہمشکل ہے اور اس بات کو سمجھ لیں کہ گو مسیح کے پہلے کئی نبی ہُوئے مگر کسی نے یہ ظاہر نہ کیا کہ ایلیا سے مُراد کوئی دُوسرا شخص ہے مسیح کے ظہور کے وقت تک یہود کے تمام فقیہوں اور مولویوں کا اسی پر اتفاق رہا کہ ایلیا نبی پھر دُنیا میں آئیگا اور تعجب یہ کہ اُنکے ملہموں کو بھی یہ الہام نہ ہُوا کہ یہ عقیدہ سراسر غلط ہے اور آسمانی کتاب کے ظاہر لفظ بھی یہی بتلاتے رہے کہ ایلیا نبی دوبارہ دُنیا میں آئیگا لیکن آخر کار حضرت مسیح پر خدائے تعالیٰ نے یہ راز سربستہ کھولدیا کہ ایلیا نبی دوبارہ نہیں آئیگا بلکہ اُسکے آنے سے مُراد اُسکے ہم صفت کا آنا ہے جو یحییٰ نبی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں بہت سے اسرار ہوتے ہیں کہ جو اپنے وقت پر کھلتے ہیں اور بغیر پہنچنے وقت کے بڑے بڑے عارف بھی اُنکی اصل حقیقت سے بیخبر رہتے ہیں۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ "ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد"۔ وکم من علمٍ ترك الاوّلون للاٰخرین۔ اسی طرح یہ بات قرین قیاس ہو کہ سید احمد صاحب یا اُسکے کسی صالح مُرید کو یہ الہام ہُوا ہو کہ احمد پھر دُنیا میں آئیگا اور اُنہوں نے اِسکے یہ معنی سمجھے ہوں کہ یہی سید احمد صاحب کچھ مدّت دُنیا سے محجوب رہکر پھر دُنیا میں آجائیں گے۔ اِس

قسم کے دھوکوں کے نمونے دُوسری قوموں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لوگ عادت اللہ کی طرف خیال نہیں کرتے اور وہ معنے جو مسنون اللہ اور قرین قیاس ہیں ترک کر کے ایک بیہودہ اور بے اصل معنے قبول کر لیتے ہیں۔ سو سیّد احمد صاحب کا دوبارہ آنا جو ہمارے اکثر موحّد بھائی بڑے ذوق و شوق سے انتظار کر رہے ہیں۔ درحقیقت اِسی قسم کے خیالات میں سے ہے۔ اے حضرات! احمد آنیوالا آگیا اَب تم بھی سمجھ لو کہ سیّد احمد آگیا۔ کیونکہ مومن کَنَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ ہوتے ہیں۔ وَلِلّٰہِ دَرُّ القَائِل۔

انبیاء و راولیاء جلوہ دہند ہر زماں آیند در رنگے دگر

ہائے افسوس لوگ اِس بات سے کیسے بیخبر ہیں کہ ہر ایک فردِ بشر کو موت لگی ہوئی ہے اور دوبارہ آنا کسی فوت شدہ کا یعنی حقیقی طور پر خدائے تعالیٰ ہرگز تجویز نہیں کرتا اور کوئی صالح آدمی دو مُوتوں اور دو جان کندنوں سے ہرگز معذّب نہیں ہوسکتا۔ اِس بیہودہ خیال سے کہ مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر بیٹھا ہے بڑے بڑے فتنے دُنیا میں پڑ گئے ہیں۔ دراصل عیسائیوں کے پاس مسیح کو خدا ٹھہرانے کی یہی بُنیاد ہے اور اسکو زندہ ماننے سے رفتہ رفتہ اُنکا یہ خیال ہوگیا کہ اب باپ کچھ نہیں کرتا سب کچھ اُس نے اپنے بیٹے کو جو زندہ موجود ہے سپرد کر رکھا ہے۔ غرض یہی اوّل دلیل مسیح کے خدا ہونے کی عیسائیوں کے پاس ہے۔ جسکی ہمارے عُلماء تائید کر رہے ہیں مگر حق بات یہی ہے کہ وُہ فوت ہو گئے قرآنِ کریم اُن کے فوت پر اُنہیں لفظوں سے شاہد ہے جو دُوسرے موتی کے لئے استعمال کئے گئے ہیں بخاری میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُنکی موت کی تصدیق کرتے ہیں ابن عباس جیسے جلیل الشان صحابی اِس آیت توفّی عیسٰی کی یہی مَوت ہی معنے بیان کرتے ہیں۔ اور طبرانی اور حاکم حضرت عایشہ سے روایت کرتے ہیں کہ عیسٰی ایک سَو بیس برس تک زندہ رہا۔ اِسی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عیلٰے سے میری عمر آدھی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسٰی فوت نہیں ہُوئے تو غالباً ہمارے نبی

صلے اللہ علیہ وسلم بھی ابتک زندہ ہی ہوں گے۔

ایک اور نکتہ ہے جو کلامِ الٰہی پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے اور وُہ یہ ہی کہ جب انسان خدائے تعالیٰ کے جذبات سے ہدایت پاکر دن بدن حق اور حقانیت کیطرف ترقی کرتا ہی اور نفس اور نفسانی اُمور کو چھوڑتا جاتا ہی تو آخر انتہائی نقطہ اُسکے تصفیہ نفس کا یہ ہوتا ہی کہ وُہ بکلی ظلمتِ نفس اور جذباتِ نفسانیہ سی باہر آکر اور جسم کو جو تخت گاہِ نفس ہے ادخنہ جسمانیہ سے دھوکر ایک مُصفا قطرہ کی طرح ہو جاتا ہے اسوقت وُہ خدائے تعالیٰ کی نظر میں فقط ایک رُوحِ مجرّد ہوتا ہے جو گدازشِ نفس کے بعد باقی رہ جاتا ہی اور اطاعتِ کاملہ مولیٰ میں ملائک سے ایک مشابہت پیدا کرلیتا ہے تب اُس مقام پر پہنچکر عند اللہ اُسکا حق ہوتا ہی جو اُسکو رُوح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا جائے یہ معنےٰ ایک طور سے اس حدیث سے بھی نکلتے ہیں جو ابن ماجہ اور حاکم اپنی کتابوں میں لائے ہیں کہ لا مھدی اِلّا عیسٰے یعنی مہدی کے کامل مرتبہ پر وُہی پہنچتا ہی جو اوّل عیسٰے بنجائے یعنی جب انسان تبتّل الی اللہ میں ایسا کمال حاصل کرے جو فقط رُوح رہ جائے تب وُہ خدا تعالیٰ کے نزدیک رُوح اللہ ہو جاتا ہی اور آسمان میں اُسکا نام عیسٰے رکھا جاتا ہی اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ایک رُوحانی پیدائش اُسکو ملتی ہے جو کسی جسمانی باپ کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا سایہ اُسکو وُہ پیدائش عنایت کرتا ہے۔ پس درحقیقت تزکیہ اور فنافی اللہ کا کمال یہی ہی کہ ظلماتِ جسمانیہ سی اسقدر تجرد حاصل کرے کہ فقط رُوح باقی رہجائے یہی مرتبہ عیسویت ہے جسکو خدا تعالیٰ چاہتا ہی کامل طور پر عطا کرتا ہے اور مرتبہ کاملہ دجالیت یہ ہے کہ حسب مضمون اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ[1] نفسانی نشیبوں کیطرف زیادہ سے زیادہ جُھکتا جائے یہانتک کہ گہری تاریکیوں کے غاروں میں پڑکر تاریکی مجسّم ہو جائے اور بالطبع ظلمت کا دوست اور روشنی کا دُشمن ہو جائے عیسوی حقیقت کے مقابل پر دجالیت کی حقیقت کا ہونا ایک لازمی امر ہے کیونکہ ضِد ضِد سے شناخت کی جاتی ہی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہی یہ دونوں حقیقتیں شروع ہیں۔ ابن صیاد کا آپنے دجال نام رکھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کہا کہ تجھ میں

[1] اعراف: ۱۷۷

عیسےٰ کی مشابہت پائی جاتی ہے سو عیسےٰ اور دجّال کا تخم اُسی وقت سے شروع ہوا اور مرورِ زمانہ کے ساتھ جیسی جیسی ظلمت فتنہ دجّالیت کے رنگ میں کچھ زیادتی آتی گئی ویسی ویسی عیسویت کی حقیقت والے بھی اُسکے مقابل پر پیدا ہوتے گئے یہاں تک کہ آخری زمانہ میں بباعث پھیل جانے فسق اور فجور اور کفر اور ضلالت اور بوجہ پیدا ہو جانے اُن تمام بدیوں کے جو کبھی پہلے اِس زور اور کثرت سے پیدا نہیں ہوئی تھیں بلکہ نبی کریم نے آخری زمانہ میں ہی اُن کا پھیلنا بطور پیشگوئی بیان فرمایا تھا دجّالیّت کاملہ ظاہر ہوگئی۔ پس اسکے مقابل پر ضرور تھا کہ عیسویت کاملہ بھی ظاہر ہوتی۔ یاد رہے کہ نبی کریمؐ نے جن بدباتوں کے پھیلنے کی آخری زمانہ میں خبر دی ہے اسی مجموعہ کا نام دجالیّت ہے جسکی تاریں یا یُوں کہو کہ جسکی شاخیں صدہا قسم کی آنحضرت نے بیان فرمائی ہیں چنانچہ اُن میں سے وُہ مولوی بھی دجّالیّت کے درخت کی شاخیں ہیں جنہوں نے لکیر کو اختیار کیا اور قرآن کو چھوڑ دیا۔ قرآن کریم کو پڑھتے تو ہیں مگر اُن کے حلقوں کے نیچے نہیں اُترتا۔ غرض دجّالیّت اِس زمانہ میں عنکبوت کی طرح بہت سی تاریں پھیلا رہی ہے کافر اپنے کفر سے اور منافق اپنے نفاق سے اور میخوار میخواری سے اور مولوی اپنے شیوہ گفتن و نہ کردن اور سیہ دلی سے دجّالیّت کی تاریں بُن رہے ہیں اِن تاروں کو اَب کوئی کاٹ نہیں سکتا بجز اُس حربہ کے جو آسمان سے اُترے اور کوئی اُس حربہ کو چلا نہیں سکتا بجز اُس عیسٰی کے جو اُسی آسمان سے نازل ہو سو عیسٰی نازل ہوگیا وکان وعد اللّٰہ مفعولًا۔

اَب ہم ذیل میں اُن پیشگوئیوں کو لکھتے ہیں جنکے لکھنے کا وعدہ تھا لیکن ہم بوجہ تقدم زمان مناسب سمجھتے ہیں کہ پہلے نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی معہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے لکھی جائے پھر بعد اسکے میاں گلاب شاہ کی پیشگوئی جیسا کہ میاں کریم بخش نے لکھائی ہے درج کیجائے وباللہ التوفیق۔ واضح ہو کہ نعمت اللہ ولی رہنے والے دہلی کے نواح کے اور ہندوستان کے اولیاء کاملین میں سے مشہور ہیں۔ اُنکا زمانہ پانسو ساٹھ ۵۶۰ ہجری اُنکے دیوان کے حوالہ سے بتلایا گیا ہے اور جس کتاب میں اُنکی یہ پیشگوئی لکھی ہے اُسکے طبع کا سن بھی ۲۵ محرم الحرام ۸۶۸ء* ہے اِس حساب سے

* سہو کاتب ہے ۱۲۶۸ء پڑھنا چاہیئے۔ شمس

اکتالیس[۱۸] برس ان ابیات کے چھپنے پر بھی گذر گئے اور یہ ابیات رسالہ اربعین فی احوال المہدیین کے ساتھ شامل ہیں جو مطبوعہ تاریخ مذکورہ بالا ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں۔ اِن بیتوں کو رسالہ اربعین سے شامل کرنا اِسی غرض سے ہے کہ تاکسی طرح سیّد احمد صاحب کا منجملہ مہدیوں کے ایک مہدی ہونا ثابت کیا جائے۔ اگرچہ اِسمیں کچھ شک نہیں کہ احادیث میں جہاں جہاں مہدی کے نام سے کسی آنیوالے کی نسبت پیشگوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی درج ہے اُسکے سمجھنے میں لوگوں نے بڑے بڑے دھوکے کھائے ہیں اور غلط فہمی کیوجہ سے عام طور پر یہی سمجھا گیا ہے کہ ہر ایک مہدی کے لفظ سے مراد محمّد بن عبدُ اللہ ہے جسکی نسبت بعض احادیث پائی جاتی ہیں لیکن نظر غور سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہدیوں کی خبر دیتے ہیں منجملہ اُنکے وُہ مہدی بھی ہے جسکا نام حدیث میں سلطان مشرق رکھا گیا ہے۔ جسکا ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل وطن فارس سے ہونا ضرور ہے۔ درحقیقت اُسی کی تعریف میں یہ حدیث ہے کہ اگر ایمان ثریّا سے معلّق یا ثُریّا پر ہوتا تب بھی وُہ مرد وہیں سے اُسکو لے لیتا اور اُسی کی یہ نشانی بھی لکھی ہے کہ وُہ کھیتی کرنے والا ہوگا۔ غرض یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے کہ صحاح ستّہ میں کئی مہدیوں کا ذکر ہے اور اُن میں سے ایک وُہ بھی ہے جسکا ممالک مشرقیہ سے ظہور لکھا ہے مگر بعض لوگوں نے روایات کے اختلاط کی وجہ سے دھوکا کھایا ہے لیکن بڑی توجّہ دلانے والی یہ بات ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہدی کے ظہور کا زمانہ وُہی زمانہ قرار دیا ہے جسمیں ہم ہیں اور چودھویں صدی کا اُسکو مجدّد قرار دیا ہے جیسا کہ ہم آیندہ انشاء اللہ بیان کریں گے۔ بہرحال اگرچہ یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر ملک ہند میں ایک عظیم الشان مجدّد پیدا ہونے والا ہے لیکن یہ سراسر تحکم ہے کہ سیّد احمد صاحب کو اُس کا مصداق ٹھہرایا جائے۔ کیوں کہ

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں سیّد صاحب نے چودھویں صدی کا زمانہ نہیں پایا۔ اب چند اشعار نعمت اللہ ولی کے جو مہدی ہند کے متعلق ہیں معہ شرح ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

ابیات

قُدرتِ کردگار مے بینم	حالتِ روزگار مے بینم
از نجوم ایں سخن نمے گویم	بلکہ از کردگار مے بینم

یعنی جو کچھ مَیں ان ابیات میں لکھونگا وہ مُنجمانہ خبر نہیں بلکہ الہامی طور پر مُجھ کو خُدا تعالیٰ کیطرف سے معلوم ہُوا ہے۔

غین و رے سال چوں گذشت از سال (۱۲۰۰)	بُوالعجب کار و بار مے بینم

یعنی بارہ سَو سال کے گذرتے ہی عجیب عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں مطلب یہ کہ تیرھوی صدی کے شروع ہوتے ہی ایک انقلاب دُنیا میں آئیگا اور تعجب انگیز باتیں ظہور میں آئیں گی۔ اور ہجرت کے باراں سَو سال گذرنے کے ساتھ ہی مَیں دیکھتا ہوں کہ بوالعجب کام ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے۔

گرد در آئینۂ ضمیر جہاں	گرد و زنگ و غبار مے بینم

یعنی تیرھویں صدی میں دُنیا سے صلاح و تقوے اُٹھ جائیگی۔ فتنوں کی گرد اُٹھے گی۔ گناہوں کا زنگ ترقی کریگا اور کینوں کے غبار ہر طرف پھیلیں گے یعنی عام عداوتیں پھیل جائیں گی۔ تفرقہ اور عناد بڑھ جائیگا۔ اور محبت اور ہمدردی اُٹھ جائیگی مگر ان باتوں کو دیکھ کر غم نہیں کرنا چاہیئے۔

ظلمتِ ظلم ظالمانِ دیار		بیحد و بے شمار مے بینم

یعنی مُلکوں میں ظلم کا اندھیرا انتہاء کو پہنچ جائے گا۔ حاکم رعیّت پر اور ایک بادشاہ دُوسرے بادشاہ پر اور ایک شریک شریک پر ظلم کریگا اور ایسے لوگ کم ہونگے جو عدل پر قائم رہیں۔

جنگ و آشوب و فتنہ و بیداد		درمیان و کنار مے بینم

یعنی ہندوستان کے درمیان میں اور اُسکے کناروں میں بڑے بڑے فتنے اُٹھینگے اور جنگ ہوگا اور ظلم ہوگا۔

بندہ را خواجہ وش ہمے یابم		خواجہ را بندہ وار مے بینم

یعنی ایسے انقلاب ظہور میں آئینگے کہ خواجہ بندہ اور بندہ خواجہ ہو جائیگا یعنی امیر سے فقیر اور فقیر سے امیر بنجائیگا۔

سِکّۂ نو زنند بر رُخِ زر		درہمش کم عیار مے بینم

یعنی ہندوستان کی پہلی بادشاہی جاتی رہیگی اور نیا سکّہ چلیگا جو کم عیار ہوگا۔ اور یہ سب کچھ تیرھویں صدی میں سلسلہ وار ظہور میں آجائے گا۔

بعض اشجار بوستان جہاں		بے بہار و ثمار مے بینم

یعنی قحط پڑینگے اور باغات کو پھل نہیں لگیں گے۔

غم مخور زانکہ من دریں تشویش		خرّمی وصلِ یار مے بینم

یعنی اِس تشویش اور فتنہ کے زمانہ میں جو تیرھویں صدی کا زمانہ ہے غم نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وصلِ یار کی خوشی بھی اِن فتنوں کے ساتھ اور اُنکے درمیان ہے مطلب یہ کہ جب تیرھویں صدی کے یہ تمام فتنے کمال کو پہنچ جائینگے تو وصلِ یار کی خوشی اخیر صدی میں ظاہر ہوگی یعنے خدا تعالیٰ رحمت کے ساتھ توجہ کریگا۔

چُوں زمستانِ بے چمن بگذشت	شمسِ خوش بہار مے بینم

یعنی جبکہ زمستان بے چمن مُراد یہ ہے کہ جب تیرھویں صدی کا موسمِ خزاں گُذر جائیگا تو چودھویں صدی کے سر پر آفتابِ بہار نکلے گا۔ یعنی مُجدّدِ وقت ظہور کریگا۔

دَورِ او چُوں شود تمام بکام	پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب اُسکا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائیگا تو اُسکے نمود پر اُسکا لڑکا یادگار رہجائیگا یعنی مقدّر یُوں ہے کہ خدا تعالیٰ اِسکو ایک لڑکا پارسا دیگا جو اُسی کے نمونہ پر ہوگا اور اُسی کے رنگ سے رنگین ہو جائیگا اور وہ اُسکے بعد اُسکا یادگار ہوگا یہ درحقیقت اِس عاجز کی اُس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے۔

بندگانِ جنابِ حضرتِ او	سر بسر تاج دار مے بینم

یعنی یہ بھی مقدّر ہے کہ بالآخر اُمراء اور ملوک اُسکے مُعتقد خاص ہو جائینگے اور اُسکی نسبت ارادت پَیدا کرنا بعضوں کے لئے دنیوی اقبال اور تاجداری کا موجب ہوگا۔ یہ اُس پیشگوئی کے مطابق ہے جو اِس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اِس عاجز کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تجھ پر اسقدر فضل کرونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور ایک جگہ فرمایا کہ تیرے دوستوں اور محبّوں پر بھی احسان کیا جائیگا۔

گُلِ دیں را بہار مے بینم		گلشنِ شرع را ہمے بویم

یعنی اُس سے شریعت تازہ ہو جائیگی اور دین کے شگوفوں کو پھل لگیں گے۔ یہ اُس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ میں درج ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر یک دین پر بذریعہ اِس عاجز کے دینِ اسلام غالب کیا جائیگا اور پھر صفحہ ۴۹۱ براہین یہ الہام ہی کہ خدا تجھ کو ترک نہیں کریگا جبتک کہ خبیث اور پاک میں فرق کر کے دِکھلا دے۔

دَورِ آں شہسوار مے بینم		تا چہل سال اے برادرِ من

یعنی اُس روز سے جو وہ امام ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کریگا چالیس برس تک زندگی کریگا۔ اَب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوتِ حق کے لئے بالہامِ خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی برس تک یا اسکے قریب تیری عمر ہے سو اِس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے جن میں سے دس برس کامل گذر بھی گئے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸ واللّٰہ علیٰ کلّ شیءٍ قدیر اگرچہ ابتک حضرت نوح کی طرح دعوتِ حق کے آثار نمایاں نہیں لیکن اپنے وقت پر تمام باتیں پُوری ہونگی۔

تجل و شرمسار مے بینم		عاصیاں از امامِ معصُومم

اِس بیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُس امام کی جو چودھویں صدی کے سر پر آئیگا مخالف اور نافرمان بھی ہونگے جنکے لئے آخر خجالت اور شرمساری مقدّر ہے اِسی کی طرف اِس الہام میں اشارہ ہے جو فیصلہ آسمانی میں چھپ چکا ہی اور وہ یہ ہی کہ مَیں فتاح ہُوں تجھے فتح دُونگا ایک عجیب مدد تو دیکھے گا اور سجدہ گاہوں میں گریں گے یعنے مخالف لوگ یہ کہتے ہُوئے کہ خدایا ہمیں بخش کہ ہم خطاوار تھے۔

یاز با ذوالفقار مے بینم		یدِ بیضا کہ با او تابندہ

یعنی اُس کا وُہ روشن ہاتھ جو اتمام کے حُجت کی رُو سے تلوار کی طرح چمکتا ہے پھر مَیں اُس کو ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہوں یعنے ایک زمانہ ذوالفقار کا تو وُہ گذر گیا کہ جب ذوالفقار علی کرّم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں تھی مگر خدا تعالیٰ پھر ذوالفقار اُس امام کو دے گا۔ اِس طرح پر کہ اُسکا چمکنے والا ہاتھ وُہ کام کریگا جو پہلے زمانہ میں ذوالفقار کرتی تھی سو وُہ ہاتھ ایسا ہوگا کہ گویا وُہ ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ ہے جو پھر ظاہر ہوگئی ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وُہ امام **سلطان القلم** ہوگا اور اُسکی قلم ذوالفقار کا کام دیگی۔ یہ پیشگوئی بعینہٖ اِس عاجز کے اُس الہام کا ترجمہ ہے جو اِس وقت سے دس برس پہلے براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے اور وُہ یہ ہے **کتاب الولی ذوالفقار علی**۔ یعنی کتاب اِس ولی کی ذوالفقار علی کی ہے یہ اِس عاجز کی طرف اشارہ ہے۔ اِسی بناء پر بارہا اِس عاجز کا نام مکاشفات میں **غازی** رکھا گیا ہے چنانچہ براہین احمدیہ کے بعض دیگر مقامات میں اِسی کی طرف اشارہ ہے۔

ہمدم و یارِ غار مے بینم		غازیِ دوست دار دشمن کش

وُہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک غازی ہے دوستوں کو بچانے والا اور دشمنوں کو مارنے والا۔

علم و حلمش شعار مے بینم		صُورت و سیرتش چو پیغمبر

یعنی ظاہر و باطن اپنا نبی کی مانند رکھتا ہے اور شانِ نبوت اُس میں نمایاں ہے اور علم اور حلم اُسکا شعار ہے مُراد یہ کہ بباعث اپنی اتباع نبی کریم کے گویا وُہی صُورت اور وُہی سیرت اُسکو حاصل ہوگئی ہے یہ اُس الہام کے مطابق ہے جو اِس عاجز کے بارے میں براہین میں چھپ

چُکا ہے اور وہ یہ ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنے فرستادہ خدا در حلہ ہائے انبیاء۔

محکم و استوار مے بینم		زینتِ شرع و رونق اسلام

یعنی اُسکے آنیسے شرع آرائش پکڑ جائیگی اور اسلام رونق پر آجائیگا اور دین متین محمدی محکم اور استوار ہو جائیگا۔ یہ اُس الہام کے مطابق ہے جو اس عاجز کی نسبت اس وقت سے دس برس پہلے براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے۔ بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم اُفتاد۔ اور نیز یہ الہام ھُوَ الذی ارسل رسوله بالهدٰی و دین الحق لیظهره علی الدین کله۔ دیکھو صفحہ ۲۳۹ براہین احمدیہ حاشیہ۔

نامِ آں نامدار مے بینم		اَ حَ مَ و دَال مے خوانم

یعنے کشفی طور پر مجھے معلوم ہُوا ہے کہ نام اُس امام کا احمد ہوگا۔

خلق زو بختیار مے بینم		دین و دُنیا ازو شود معمور

یعنے اُسکے آنیسے اسلام کے دن پھرینگے اور دین کو ترقی ہوگی اور دُنیا کو بھی یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ اُسکے ساتھ بدل وجان ہو جائینگے خدا تعالیٰ اُنکے گناہ بخش دیگا اور دین میں استقامت عطا کریگا اور وُہی اسلام کی دُنیوی ترقی کا بھی پردہ ٹھہرینگے کہ خُدا اُنکو نشو و نما دیگا اور اُن میں اور اُن کی ذریّت میں برکت رکھے گا۔ یہاں تک کہ دُنیا میں بھی وہ ایک با اقبال قوم ہو جائیگی اسی کے مطابق براہین احمدیہ میں الہام درج ہے وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمة۔ اور یہ جو اشارہ کیا کہ اُسکے آنیسے اسلام کی دینی و دُنیوی حالت صلاحیت پر آجائینگی اسکی اصل حقیقت یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وُہ اسلام کے لئے رحمت ہو کر آتا ہے اور اُسی کے ساتھ جلد

یا دیر سے رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے مگر اوائل میں قحط اور وبا وغیرہ کی تنبیہیں بھی اُترا کرتی ہیں اور اہلِ کشف انجام کا حال بیان کرتے ہیں نہ ابتدائی واقعات کا۔

بادشاہِ تمام ہفت اقلیم	شاہِ عالی تبار مے بینم

یعنی مجھ کو کشفی نظر میں وہ ایک شاہِ عالی خاندان ہفت اقلیم کا بادشاہ نظر آتا ہے۔
یہ مطابق اُس پیشگوئی کے ہے جو ازالہ اوہام میں درج ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے:۔
حکم اللّٰہ الرحمٰن لخلیفۃ اللّٰہ السلطان سیؤتی لہ الملک العظیم الخ۔ یہ اِس عاجز کی نسبت الہام ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ خلیفۃ اللہ بادشاہ جسکو ایک ملک عظیم دیا جائیگا اور جسپر زمین کے خزانے کھولے جائینگے۔ اِس بادشاہی سے مُراد اِس دُنیا کی ظاہری بادشاہی نہیں بلکہ رُوحانی بادشاہی ہے[1]

مہدیِ وقت و عیسیٰ دَوران	ہر دو را شہسوار مے بینم

یعنی وُہ مہدی بھی ہوگا اور عیسےٰ بھی دونوں صفات کا حامل ہوگا اور دونوں صفات سے اپنے تئیں ظاہر کریگا یہ آخری بیت عجیب تصریح پر مشتمل ہے جس سے صاف طور پر سمجھا جاتا ہے کہ وُہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم پاکر عیسےٰ ہونے کا بھی دعویٰ کریگا اور ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ تیرہ ۱۳۰۰ سو برس سے آج تک کسی نے بجز اِس عاجز کے نہیں کیا کہ عیسےٰ موعود میں ہوں۔
یہ چند اشعار ہیں جو ہم نے نعمت اللہ ولی کے قصیدہ سے جو طول طویل ہے برعایت اختصار لکھے ہیں ہر ایک کو چاہیئے جو اپنی تسلّی کے لئے اصل ابیات کو دیکھ لے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

[1] حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی تھی کہ وُہ بادشاہ ہوگا اور اُس کے ساتھ لشکر ہوگا۔ مگر آخر مسیح غریبوں اور مسکینوں کے لباس میں ظاہر ہوا۔ اور یہودی بوجہ نہ پائے جانے ظاہری نشانوں کے مُنکر ہو گئے ۱۲

ہمارے سیّد و مقتدا رسُول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم کی

پیشگوئی

جاننا چاہیئے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ خدائے تعالیٰ اِس اُمّت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدّد مبعوث کرتا رہیگا جو اُسکے دین کو نیا کریگا لیکن چودھویں کے لئے یعنی اِس بشارت کے بارہ میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودھویں صَدی کے سر پر ظاہر ہوگا اِس قدر اشارات نبویّہ پائے جاتے ہیں جو اِن سے کوئی طالب مُنکر نہیں ہو سکتا ہاں اِس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ جب وُہ ظہُور کریگا تو علماء اُس کے کُفر کا فتویٰ دینگے اور نزدیک ہے کہ اُسکو قتل کر دیں۔ چنانچہ مولوی صدیق حسن صاحب بھی حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۶۲ اور صفحہ ۳۸۲ میں اِس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ عُلماء وقت کہ جو خوگر تقلید فقہاء و مشائخ ہیں اُس مہدی کی تعلیم کو سُنکر یُوں کہیں گے کہ یہ تو دین اسلام کی بیخکنی کر رہا ہے اور اُسکی مخالفت کیلئے اُٹھیں گے اور اپنی قدیمی عادت کے موافق اُسکی تکفیر اور تضلیل کرینگے یعنی کافر اور ضال اور دجّال اور گمراہ اُس کا نام رکھیں گے مگر تلوار کی ہیبت سے ڈریں گے اور مولویوں سے زیادہ تر دشمن اُسکا کوئی نہیں ہوگا کیونکہ اُسکے ظہُور سے اُنکی وجاہتوں اور ریاستوں میں فرق آجائیگا اور اگر تلوار نہ ہوتی تو اُسکے حق میں قتل کا فتویٰ دیتے اور اگر اُسکو قبول بھی کرینگے تو دِل میں اُسکا کینہ رکھیں گے اُسکی پیروی جس قدر عام لوگ کرینگے خاص نہیں کرینگے۔ عارف لوگ جو اہلِ شہود و کشف ہیں اُسکے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو جائینگے۔

اِس بیان میں صدیق حسن صاحب نے تلوار کے معنے اُلٹے سمجھے ہیں بلکہ مطلب

یہ ہے کہ اگر گورنمنٹ کی تلوار سے خوف نہ ہوتا تو اُسکو قتل کر ڈالتے۔ تلوار کو مہدی کی طرف منسوب کرنا حدیث کے اصل منشاء میں تحریف ہے اگر اس مہدی کے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو پھر کیونکر یہ بُزدِل علماء جیفہ خوار دُنیا کے اُسکو ملعون اور کافر اور دجّال کہہ سکتے۔ کافروں کی تو سَو سَو خوشامد کر کے اپنا دین برباد کرلیں تو پھر یہ نامراد گروہ تلوار کی چمک دیکھکر ایک مومن کو کیونکر کافر اور دجّال کہہ سکیں اور نیز اسجگہ صدیق حسن صاحب اپنی طرف سے یہ زیادت لگا گئے ہیں کہ اس امام موعود کے منکر اور مکفّر حنفی وغیرہ مقلّدین ہونگے ہم لوگ نہیں ہونگے۔ حالانکہ یہی مُوحّدین اوّل المکفّرین ہیں اور مقلّدین اُن کی اتباع سے ہیں اور صدیق حسن صاحب کی یہ بڑی غلط فہمی ہے کہ اُس امام موعود سے محمد بن عبد اللہ مہدی مراد ہیں کیونکہ وُہ تو بقول اُنکے خونی مہدی صاحب سیف و سنان ہیں اور ماسوا اسکے ان کے لئے بقول اِن علماء کے آسمان سے آواز آئیگی اور بڑے بڑے خوارق اُس سے ظہور میں آئیں گے اور حضرت مسیح آسمان سے اُتر کر اُسکے پیروؤں اور متبعین میں داخل ہونگے اور مکفّرین کی سزا کے لئے اُن کے پاس تلوار ہو گی۔ پھر مولویوں کی خواہ وُہ موحّد ہوں یا مقلّد کیا مجال ہے کہ اُن کو ضال اور بے ایمان اور کافر اور دجّال کہہ سکیں۔ یہ پیشگوئی تو اِس غریب مہدی کیلئے ہے جسکی بادشاہی اِس دُنیا کی بادشاہی نہیں اور جسکو تلواروں سے کچھ غرض نہیں۔ خونی مہدی جبکہ ادنیٰ ادنیٰ بدعتوں پر بقول صدیق حسن خاں صاحب کے لوگوں کو قتل کر دیگا تو پھر مولوی اُسکو کافر اور دجّال اور بے ایمان کہہ کر اور اُسکے کفر کی نسبت فتوے لکھکر کیونکر اُسکے ہاتھ سے بچیں گے اور کیا اِن مولویوں کا حوصلہ ہے کہ ایک زبردست بادشاہ کو جس کی تلوار سے خُون چکے کافر اور دجّال کہہ سکیں اور اِس کی نسبت فتویٰ لکھ سکیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ احادیث میں کئی قسم کے مہدیوں کی طرف اشارہ ہے اور مولویوں نے تمام احادیث کو ایک ہی جگہ خلط ملط کر کے گڑبڑ ڈال دیا ہے اور اختلاط روایات کی وجہ سے اور نیز قلّتِ تدبّر کے باعث سے ان پر امر مشتبہ ہو گیا ہے ورنہ چودھویں صدی کا مہدی جس کا نام سلطان المشرق بھی ہے خصوصیّت کے ساتھ احادیث میں بیان

کیا گیا ہے جس کے جہاد رُوحانی جہاد ہیں اور جو دجّالیّت تامہ کے پھیلنے کی وجہ سے عیسٰی کی صفت پر نازل ہوا ہے حجج الکرامہ کے صفحہ ۴۲۸ میں لکھا گیا ہے کہ حافظ ابن القیم منار میں فرماتے ہیں کہ مہدی کے بارے میں چار قول ہیں اُن میں سے ایک یہ قول ہے کہ مہدی مسیح ابن مریم ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ جبکہ دلائل کاملہ سے ثابت ہو گیا کہ اصل مسیح عیسٰے بن مریم فوت ہو گیا ہے اور مسیح موعود اُس کا ظل ہے اور اُس کا نمونہ ہے جو بوجہ پھیلنے دجّالیّت کے اِس نام پر مبعوث ہوا تو پھر ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ وُہ اپنے وقت کا مہدی بھی ہے اور عیسٰے بھی۔ کیونکہ جبکہ ہر ایک صالح ہدایت یافتہ کو مہدی کہہ سکتے ہیں تو کیا وُہ شخص جس نے تزکیہ کاملہ کی برکت سے رُوح فقط کا مرتبہ پاکر عیسٰے اور رُوح اللہ کا نام حاصل کیا ہے وُہ مہدی کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتا اور مجھے سخت تعجّب ہے کہ ہمارے علماء عیسٰی کے لفظ سے کیوں چڑتے ہیں اسلام کی کتابوں میں تو ایسی چیزوں کا نام بھی عیسٰی رکھا گیا ہے جو سخت مکروہ ہیں۔ چنانچہ برہان قاطع میں حرف عین میں لکھا ہے کہ عیسٰی دہقان کنایۂ شراب انگوری سے ہے۔ اور عیسٰی تو ماہہ اُس خوشۂ انگور کا نام ہے جس سے شراب بنایا جائے اور شراب انگوری کو بھی عیسٰے نو ماہہ کہتے ہیں۔

اب غضب کی بات ہے کہ مولوی لوگ شراب کا نام تو عیسٰے رکھیں۔ اور تالیفات میں بے محابا اُس کا ذکر کریں اور ایک پلید چیز کی ایک پاک کے ساتھ اسمی مشارکت جائز قرار دیں اور جس شخص کو اللہ جلّ شانہ، اپنی قدرت اور فضل خاص سے دجّالیّت موجودہ کے مقابل عیسٰے کے نام سے موسوم کرے وُہ اُن کی نظر میں کافر ہو ❊

(میاں گلاب شاہ مجذوب کی پیشگوئی جیساکہ میاں کریم بخش نے قسم کھاکر بیان کی ہے یہاں لکھی جاتی ہے)

کریم بخش جمالپوری کیطرف سے للّٰہی ہمدردی کی غرض سے مسلمانوں کی آگاہی کیلئے ایک سچّی گواہی کا

اظہار

تمام مسلمان بھائیوں پر واضح ہو کہ اِسوقت مَیں محض اپنے بھائیوں کی خیر خواہی اور ہمدردی کے لئے اُس اپنی سچّی شہادت کو جس کا ذکر مَیں نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰۷ میں پہلے اِس سے لکھایا تھا بہ تفصیل تمام میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نسبت ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ تا لوگوں کو میری طرف سے خاص طور پر اطلاع ہو جائے اور نا ادائے شہادت کے فرض سے مجھ کو سبکدوشی حاصل ہو اور قبل اِسکے کہ مَیں اُس شہادت کو بیان کروں اللہ جلشانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وُہ میری شہادت بالکل صحیح اور ہر یک شک اور شبہ سے بالکل منزّہ ہے۔ اگر اِس شہادت کے بیان کرنے میں جو ذیل میں بیان کرونگا کچھ میری طرف سے افترا ہی یا کچھ کم و بیش مَیں نے اُسمیں کر دیا ہے تو خُدائے تعالیٰ اِسی جہان میں میرے پر عذاب نازل کرے۔ مَیں خُوب سمجھتا ہوں کہ اگر مَیں خلافِ واقعہ بیان کرونگا اور خدا تعالیٰ پر افترا باندھونگا تو جہنّم کے سر گروہوں میں داخل کیا جاؤنگا اور خدا تعالیٰ کا غضب اور اُسکی لعنت دُنیا اور آخرت میں میرے پر وارد ہوگی۔ مَیں نے اِس گواہی کو جو ابھی بیان کرونگا بہت ضبط سے یاد رکھا ہے۔

اور نہ میں نے بلکہ خدا تعالیٰ نے یاد رکھنے میں مجھ کو مدد دی ہے تا ایک گواہی جو میرے پاس تھی اپنے وقت پر ادا ہو جائے ہر چند کہ میں ابتدا سے خوب جانتا ہوں کہ اِس گواہی کے ادا کرنے سے میں اپنی عزیز قوم کو سخت ناراض کرونگا اور وُہ کُفر جو عُلماء کے دعوت خانہ سے تقسیم ہو رہا ہے اُس کا ایک وافر حصّہ مجھ کو بھی ملے گا اور اپنے بھائیوں کی میل مُلاقات سے ترک کیا جاؤں گا اور سب و شتم اور لعن وطعن کا نشانہ بنوں گا۔ لیکن ساتھ اِسکے مجھے اِس بات پر بھی یقین کلّی ہے کہ اگر اِس دینی گواہی کو اِس پُر فتنہ کے وقت میں پوشیدہ رکھونگا تو اپنے ربّ کریم کو ناراض کرونگا اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو جاؤں گا۔ اور اُس جلتی ہُوئی آگ میں ڈالا جاؤں گا جس کا کچھ انتہا نہیں۔ سو مَیں نے دونوں طور کے نقصانوں کو جانچا آخر یہ نقصان مجھ کو خفیف اور ہیچ معلوم ہُوا کہ میری سچّی گواہی کی وجہ سے میری برادری کے مُعزّز لوگ مجھ کو چھوڑ دینگے یا مَیں مولویوں کے فتووں میں کافر کافر کرکے لکھا جاؤں گا۔ اَب میں بڈّھا ہوں اور قریب مَوت۔ کمال بدنصیبی ہوگی کہ اِس عمر تک پہنچکر پھر مَیں غیر اللہ سے ڈروں۔ مجھ کو اُس کُفر اور معصیت سے خوف آتا ہے جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک ہے اور مَیں جہنّم کی آگ کی کِسی طرح برداشت نہیں کرسکتا۔ پھر مَیں کیوں چار دِن کی زندگی کے لئے مولویوں یا برادری کی خاطر روزِ حشر میں اپنا مُونہہ سیاہ کروں خدا تعالیٰ مجھے ایمان پر مَوت دے۔ مَیں کبھی جُھوٹ نہیں بولونگا۔ اگر وُہ راضی ہو تو پھر دُنیا کی ہر ایک رُسوائی درحقیقت ایک عزّت ہے اور ہر ایک درد ایک لذّت۔ بھائیوں کی جُدائی سے بھی اپنے اللہ کی راہ میں مجھے اندیشہ نہیں میری اَب آخری عمر ہے۔ بہت سے عزیزوں کو مَوت نے مجھ سے جُدا کر دیا اور مَیں بھی جلد اِس مُسافر خانہ سے سفر کرکے باقیماندہ عزیزوں سے جُدا ہونیوالا ہوں پھر اگر خدا تعالیٰ کیلئے اور اُسکی راہ میں اور اُسکے راضی کرنیکے لئے جُدا ہو تو زہے قسمت کہ ایسا ثواب مجھ کو حاصل ہو۔ بھائیو! الیقین سمجھو کہ اگر یہ گواہی میرے پاس نہ ہوتی اور اِسوقت سے تیس ۳۰ یا اکتیس ۳۱ برس پہلے اگر ایک ربّانی مجذوب میرے پر یہ راز نہ کھولتا کہ آنیوالا علیسیٰ موعود

کون ہے تو آج مَیں بھی اپنے بھائیوں کی طرح میرزا غلام احمد قادیانی کا ایک اشد مخالف ہوتا۔ اگرچہ مَیں قتل بھی کیا جاتا تاہم بالکل غیرممکن اور محال تھا کہ مَیں میرزا صاحب کو مسیح موعود قبول کرکے اپنے اُس محکم عقیدہ کو چھوڑ دیتا جسکو مَیں اپنے خیال میں اہلسنّت والجماعت کا مذہب اور سلف صالح کا اعتقاد اور اپنے علماء کا عقیدہ مسلمہ سمجھتا تھا۔ لیکن یہ خدائے تعالیٰ کی میرے حق میں ایک رحمت تھی جو اُس نے اِس واقعہ سے تیس برس پہلے ایک باخدا مرد اور بیابان کے پھرنے والے ایک مجذوب کی زبان سے وہ باتیں میرے کانوں تک پہنچادیں جو اب میرے لئے ایک عظیم الشان نشان ہو گئیں اور اُن پیشگوئیوں نے میرے دِل کو مرزا صاحب کی سچائی پر ایسا قائم کر دیا کہ اگر اب کوئی ٹکڑہ ٹکڑہ بھی کرے تو مجھے اِس راہ میں اپنی جان کی بھی کچھ پرواہ نہیں۔ جیسے روز روشن جب نکلتا ہے تو کسی کو اُسمیں کچھ شک نہیں رہتا ایسا ہی مجھ پر ثابت ہو گیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی **وُہی مسیح موعود ہیں** جن کے آنے کا وعدہ تھا جن کا کتابوں میں عیسیٰ نام رکھا گیا ہے اور میرا دِل اِس یقین سے بھرا ہوا ہے کہ عیسیٰ نبی علیہ السلام مر گیا اور پھر نہیں آئیگا جس کے آنے کی **رسُولِ کریم** ؐ نے بشارت دی تھی وہ یہی **اِمام** ہے جو اِسی اُمّت سے پیدا ہوا۔ سو مَیں نے چاہا کہ اِس سچائی کو اَوروں پر بھی ظاہر کروں۔ اور ناواقف لوگوں کو حق پر قائم کرنیکے لئے مدد دُوں اور خدا میرے دِل کو دیکھ رہا ہے کہ مَیں سچّا ہوں اور اگر مَیں سچّا نہیں تو خدا میرے پر تباہی ڈالے۔ پس اے بھائیو ڈرو اور ناحق کی بدظنی سے اپنے بھائی کی گواہی ردّ مت کرو کہ وُہ دن ہم سب کے لئے قریب ہے جس سے ہم کسی طرف بھاگ نہیں سکتے۔ وُہ گواہی جو میرے پاس ہے یہ ہے کہ میرے گاؤں جمال پور میں جو ضلع لودہانہ میں واقع ہے ایک بزرگ مجذوب باخدا آدمی تھے جن کا نام **گلاب شاہ** تھا مَیں اُنکی صحبت میں اکثر رہتا تھا اور اُن سے فیض حاصل کرتا تھا۔ اور اگرچہ مَیں مُسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا تھا اور مُسلمان کہلاتا تھا لیکن مَیں اِس امر کے اظہار سے رہ نہیں سکتا کہ درحقیقت اُنہوں نے ہی مجھے طریق اِسلام سکھلایا اور توحید کی صاف اور پاک راہ پر میرا قدم جمایا۔ اُس بزرگ درویش نے ایکدفعہ

میرے پاس بیان کیا کہ عیسےٰ جوان ہوگیا ہے اور لدھیانہ میں آویگا اور قرآن کی غلطیاں نکالیگا اور فیصلہ قرآن کے ساتھ کریگا اور پھر فرمایا کہ فیصلہ قرآن پر کریگا اور مولوی انکار کرینگے اور پھر فرمایا کہ مولوی لوگ سخت انکار کرینگے مَیں نے اُن سے پُوچھا کہ قرآن تو خداتعالیٰ کا کلام ہے کیا اُسمیں بھی غلطیاں ہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ تفسیروں پر تفسیریں بن گئیں اور شاعری زبان پھیل گئی اِس لئے غلطیاں پڑ گئیں (یعنے مبالغہ پر مبالغہ کر کے حقیقتوں کو چھپایا گیا جیسے شاعر چھپاتے ہیں) عیسیٰ جب آئیگا تو اِن سب غلطیوں کو نکالے گا۔ اور فیصلہ قرآن سے کریگا۔ پھر کہا کہ فیصلہ قرآن پر کریگا۔ اِسپر مَیں نے کہا کہ مولوی تو قرآن کے وارث ہیں وُہ کیوں انکار کرینگے۔ تب اُنہوں نے جواب دیا کہ مولوی سخت انکار کرینگے۔ پھر مَیں نے بات کو دوہرا کر کہا کہ مولوی کیوں انکار کرینگے وہ تو وارث قرآن ہیں اِسپر وُہ بہت طیش میں آکر اور ناراض ہو کر بولے کہ تُو دیکھے گا کہ اُسوقت مولویوں کا کیا حال ہوگا وُہ سخت اِنکار کرینگے۔ پھر مَیں نے اُن سے پُوچھا کہ عیسیٰ جوان تو ہوگیا مگر وُہ کہاں ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ بیچ قادیان کے (یعنی قادیان میں) تب میں نے کہا کہ قادیان تو لدھیانہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہیں اُس جگہ عیسےٰ کہاں ہیں اُس وقت اُنہوں نے اُس کا کچھ جواب نہ دیا مگر دُوسرے وقت میں اُنہوں نے اِس بات کا جواب دیدیا جس کو بباعث امتداد مُدت کے مَیں پہلے لکھا نہ سکا۔ اَب یاد آیا کہ آخر میں کئی دفعہ اُنہوں نے فرمایا کہ وُہ قادیان بٹالہ کے پاس ہے اُس جگہ عیسےٰ ہے اور جب اُنہوں نے یہ فرمایا تھا کہ عیسیٰ قادیان میں ہے اور اَب جوان ہوگیا تو مَیں نے انکار کی راہ سے اُنکو کہا کہ عیسےٰ مریم کا بیٹا تو آسمان پر زندہ موجود ہے اور خانہ کعبہ پر اُتریگا یہ کون عیسےٰ ہے جو قادیان میں ہے اور جوان ہوگیا۔ اِسکے جواب میں وُہ بڑی نرمی اور سلوک کے ساتھ بولے اور فرمایا کہ وُہ عیسےٰ بیٹا مریم کا جو نبی تھا مرگیا ہے وُہ پھر نہیں آئیگا اور مَیں نے اچھی طرح تحقیق کیا ہے کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا مرگیا ہے وُہ پھر نہیں آئے گا۔ اللہ نے مجھے بادشاہ کہا ہے مَیں سچ کہتا ہوں جھُوٹ نہیں کہتا۔ پھر اُنہوں نے تین مرتبہ خود بخود کہا کہ وُہ عیسےٰ جو آنے والا ہے اُس کا نام **غلامِ احمد** ہے اور مَیں نے اگرچہ بہت سی

پیشگوئیاں گلاب شاہ کی پُوری ہوتی دیکھیں تھیں لیکن اس پیشگوئی کے باب میں کہ آنے والا عیسیٰ قادیان میں ہے اور اُس کا نام غلام احمد ہے ہمیشہ میں گلاب شاہ کا مخالف ہی رہا جبتک کہ اُسکو پُورے ہوتے دیکھ لیا۔ اور اگرچہ میں اُن کو بزرگ اور باخدا جانتا تھا۔ مگر میں اس پیشگوئی کو بوجہ اِسکے کہ وُہ جیسا کہ میں خیال کرتا تھا اہلسنّت والجماعت کے عقیدہ کے مخالف تھی کسی طرح سے قبول نہیں کر سکتا تھا اسلئے پہلے دن جب میں نے اُنکے مُنہ سے یہ بات سُنی تو بڑے جوش و خروش سے میں نے اُن کا جواب دیا۔ لیکن پھر میں نے بلحاظ ادب ظاہری تکرار چھوڑ دیا اور دل میں مخالف رہا۔ کیونکہ اور بھائیوں کی طرح بڑی مضبوطی سے میرا یہ اعتقاد تھا کہ عیسیٰ آسمان سے اُتریگا اور زندہ آسمان پر بیٹھا ہے مرا نہیں ہے۔ اور اُنہوں نے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ جب عیسیٰ لُدھیانہ میں آئیگا تو ایک سخت کال پڑیگا جیسا کہ میں نے بچشمِ خود دیکھ لیا کہ جب اِس دعوے کے بعد مرزا صاحب لُدھیانہ میں آئے تو حقیقت میں سخت کال لُدھیانہ میں پڑا۔ غرض اِس بزرگ نے قریباً تیس۳۰ یا اکتیس۳۱ برس پہلے مجھ کو وُہ خبریں دیں جو آج ظہور میں آئیں اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وُہ سب باتیں پُوری ہوگئیں جو گلاب شاہ نے آج سے تیس۳۰ یا اکتیس۳۱ برس پہلے مجھ کو کہی تھیں

میں اِس بات کا لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے بار ہا اور بتکرار اِس بات کا مُشاہدہ ہو چکا ہے کہ یہ بزرگ صاحبِ خوارق و کرامات تھا۔ میں نے بچشمِ خود دیکھا کہ ایکدفعہ ایک جنگل میں موضع رامپور کے قریب اُنہوں نے نشان کیا کہ اِس جگہ دریا چلے گا اور دریا چلنے کی کوئی جگہ نہ تھی اِسلئے ہم نے انکار کیا۔ مگر ایک مُدّت کے بعد اُسی جگہ نہر چلی جہاں نشان لگایا تھا۔ ایک جگہ معمار ایک کنوآں بنا رہے تھے اور طیار ہو چکا تھا کچھ تھوڑا باقی تھا۔ گلاب شاہ کی اُسپر نظر پڑی کہا۔ ناحق اِس کنوئیں کو بناتے ہو۔ یہ تو تمام نہیں ہوگا اور بظاہر یہ اُنکی بات خلاف عقل تھی کیونکہ کنوآں تو بن چکا تھا کچھ تھوڑا سا باقی تھا۔ مگر اُنکا کہنا سچ ہوگیا اور اُسی اثنا میں وُہ کنوآں نیچے بیٹھ گیا اور اُس کا نشان نہ رہا۔

ایک دفعہ اُنہوں نے علی بخش نام ایک شخص کو بُلایا کہ کوٹھہ پر سے جہاں وُہ بیٹھا تھا دُوسری طرف چلا آ۔ اور علی بخش اُس کوٹھہ پر الگ ہونے سے سُستی کرتا تھا آخر اُنہوں نے جھڑک کر اُسکو کوٹھہ پر سے اُٹھایا پس اُسی دم جو علی بخش کوٹھہ پر سے الگ ہُوا کوٹھہ بیک دفعہ گر پڑا۔ ایکدفعہ مجھے پُوچھنے لگے کہ تیرے باپ کا ایک دانت بھی ٹوٹا ہُوا تھا میں نے کہا کہ ہاں تب اُنہوں نے فرمایا کہ وُہ بہشت میں داخل ہوگیا۔ میرا باپ مُدت سے فوت ہوچکا تھا اور اُنکو اُسکے دانت کی کچھ بھی خبر نہیں تھی کیونکہ وہ اُس زمانہ کے بعد ہمارے گاؤں میں آئے تھے سو دانت ٹوٹنے کی خبر اُنہوں نے الہام کے رُو سے دی اور عالمِ کشف سے اُنکے بہشتی ہونے کی مجھے بشارت دی۔ یہ بھی بیان کے لائق ہے کہ گلاب شاہ ایک مردِ باخدا پاک مذہب موحّد تھا اور مجذوب ہونیکی حالت میں توحید کا چشمہ اُنکی زبان پر جاری تھا میں نے دین اسلام کی راہ اور توحید کا طریقہ اُنہیں سے سیکھا اور اُنہیں کی تعلیم کے موافق ذکرِ الٰہی کرتا رہا یہانتک کہ تھوڑے دنوں میں میرا قلب جاری ہوگیا اور عبادت کی لذّت آنے لگی اور ایسا ہوگیا کہ جیسا ایک مَرا ہُوا زندہ ہو جاتا ہے اور سچّی خوابیں آنے لگیں جو خواب دیکھتا وُہ پُوری ہو جاتی۔ اور الہامات صحیحہ مجھ کو ہونے لگے۔ یہ سب کچھ اُنکی توجہ کی برکت تھی۔ وُہ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ ہر ایک برکت اللہ اور رسول کی پیروی میں ہے اور چار مذہب اور چار سلسلے جو لوگوں نے مقرر کر رکھے ہیں اُنکو دراصل کچھ چیز نہیں سمجھنا چاہیئے اور ہمیشہ اور ہر حال میں اپنا مُدعا یہ رکھنا چاہیئے کہ واقعی طور پر اللہ اور رسُول کی پیروی ہو جائے۔ جو بات اللہ اور رسول سے ثابت نہ ہو وُہ صحیح نہیں ہے گو اُسکا کوئی قائل ہو۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جیسے ایک شاگرد کہے کہ مَیں اپنے ہی اُستاد کا کہا مانوں گا نہ کسی اور کا۔ یہی چار مذہب کے اُن مُقلدوں کی مثال ہے جو اتباع نبوی سے اپنے آئمہ کی متابعت مقدم سمجھتے ہیں۔ حق خالص پر وُہ لوگ ہیں جو قرآن اور حدیث پر غور کرتے ہیں اور کلام اللہ سے سچّائی کو ڈھونڈتے ہیں اور پھر اُسپر عمل کرتے ہیں چار مذہب کا خواہ نخواہ فرمودہ خدا کا مخالف بنکر بھی پیرو بنجانا یا چار سلسلوں ہی کی

خدا تعالیٰ کے فیض کو محدود سمجھنا دینداروں کا کام نہیں یہ دین نہیں ہے بلکہ نفسانی باتیں ہیں۔ دین وہی ہے جو قرآن لایا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے سکھلایا۔ میں نے ایک دفعہ کہا کہ آپ کا مرید بننا چاہتا ہوں اجازت دیں تا مٹھائی لاؤں فرمایا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے مٹھائی منگوایا کرتے تھے۔ ہر ایک نعمت محبت سے حاصل ہوتی ہے۔ بارہا مجذوبانہ حالت میں کہتے کہ معین الدین چشتی اور قطب الدین بختیار کاکی درویش تھے اور میں بادشاہ ہوں اور امراء سے سخت نفرت رکھتے اور غریبوں سے محبت اور پیار سے پیش آتے اور رہنے کیلئے کوئی مکان نہیں بنایا تھا آزاد طبیعت تھے جہاں چاہتے رہتے۔ اور بیماروں کا علاج کرتے اور کسی سے ہرگز سوال نہ کرتے اور محبت الٰہی سے بھرے ہوئے تھے۔

انکی تاثیر صحبت سے جو مجھ کو نعمتیں ملی انمیں سے ایک بڑی نعمت میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت میں جو بڑے بڑے علماء ٹھوکر کھا کر موہنہ کے بل گر پڑے۔ مجھ کو خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کی نسبت ٹھوکر کھانے سے بچا لیا۔ یہ استقامت میری قوت سے ظہور میں نہیں آئی۔ یہ اُس پیشگوئی کا اثر ہے جو ایک عمر پہلے اس زمانہ سے سُن چکا ہوں اُنہوں نے مجھ کو فرمایا تھا کہ تو دیکھے گا کہ جب عیسیٰ آئیگا اُسوقت مولویوں کا کیا حال ہوگا۔ اس کلمہ میں اُنہوں نے میری طول عمر کیطرف بھی اشارہ کیا تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ تیس برس تک تیری زندگی وفا کریگی میں اُسوقت تک زندہ نہیں ہونگا مگر تو رہیگا۔ اور انکی فیض صحبت سے جسقدر مجھ کو رؤیا صالحہ آئیں انکو اس جگہ میں مفصل لکھ نہیں سکتا۔ میں اکثر مولویوں سے تعلقات محبت و اخلاص رکھتا اور انکی ہمدردی کرتا۔ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ ان مولویوں کا حال بھی دیکھا۔ کچھ عرصہ کے بعد خواب میں مجھ کو بعض مولوی نظر آئے جنکے کپڑے نہایت چرکیں اور بدن نہایت دُبلے تھے اور حالت ذلیل و خوار تھی اور وہ اسی شہر لدھیانہ کے تھے جنکو میں جانتا ہوں جو اب تک زندہ ہیں اور جن علماء کی صحبت سے وہ مجھ کو منع نہیں کرتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ انکی صحبت میں رہو اُنکے اچھے حالات مجھ پر خواب میں کھلتے تھے چنانچہ مولوی محمد شاہ صاحب والد بزرگوار

مولوی محمد حسن صاحب رئیس اعظم لدھیانہ کی خدمت میں میرا آنا جانا بہت تھا وُہ ایکدفعہ مجھ کو خواب میں نظر آئے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک جماعت میں بیٹھے ہیں اور لباس اُنکا نہایت سفید ہے اور بہت عمدہ اور خوبصورت ہے اور جسقدر اُنکی محفل ہے تمام محفل کے لوگ سفید پوش ہیں اسوقت میرے دل میں ڈالا گیا کہ مولوی محمد شاہ صاحب دین اور شریعت پر استقامت رکھتے ہیں اسلئے یہ لباس نظر آتا ہے۔ ایک دفعہ مجھ کو یہ خواب آیا کہ کوئی شخص مجھ کو کہتا ہے کہ تجھ پر ستر ایمان بخشے گئے ہیں۔ یہ خواب میں نے مولوی محمد شاہ صاحب موصوف کے پاس بیان کیا تو آپنے فرمایا کہ ایمان تو ایک ہی ہوتا ہے مگر یہ کمال ایمان کیطرف اشارہ ہے اور ستر کے عدد سے قوتِ ایمان اور خاتمہ بالخیر کا ظاہر کرنا مقصود ہے۔ سو الحمد للہ کہ اِس طوفان کے وقت میں مَیں نے حق کو پہچان لیا اور خدا تعالیٰ نے بچا لیا۔

مَیں خُوب جانتا ہوں کہ یہ تمام برکات گلاب شاہ صاحب کی صحبت کی ہیں وُہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میری صحبت میں رہنے سے کسی کو کچھ بھی فائدہ نہ ہو تو یہ فائدہ تو ضرور ہوگا کہ اُسکی عبادت میں حلاوت و قبولیت پیدا ہوگی یعنی خطرہ سلبِ ایمان سے بچ جائے گا۔ سو خدا تعالےٰ نے اِس فتنہ کے زمانہ میں مجھے ٹھوکر سے محفوظ رکھا اور مرزا صاحب کی سچائی پر میرے دِل کو قایم کر دیا ✦

بالآخر یہ بھی واضح رہے کہ اگرچہ مَیں نے اللہ جلشانہ، کی قسم کھاکر یہ اشتہار شائع کیا ہے لیکن جیسا کہ میں ازالہ اوہام میں لکھوا چکا ہوں میرے چال چلن کے واقف اِس نواح میں بہت لوگ ہیں وُہ خُوب جانتے ہیں کہ میری زندگی کیسی صلاح اور تقویٰ سے گذری ہے اور ہمیشہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو ناپاک طریقوں جھوٹ اور افترا سے محفوظ رکھا ہے اور شہر لدھیانہ کے سرگروہ مُوحّدین حضرت مولوی محمد حسن صاحب جنکے دادا صاحب کے وقت سے مَیں اس خاندان کے ساتھ تعلّق محبّت و ارادت رکھتا ہوں اور ہم قومی کا شرف بھی مجھ کو حاصل ہے وُہ میرے حال سے خُوب واقف ہیں۔ وُہ باوجود اختلاف رائے کے پھر بھی میرے لئے قرآن شریف اُٹھاکر قسم کھا سکتے ہیں کہ کریم بخش

یعنے یہ عاجز ہمیشہ نیکنامی اور دینداری کے ساتھ عمر بسر کرتا رہا ہے اور دروغ و افتراء جو بدمعاشوں اور اوباشوں کا کام ہے کبھی اس سے ظہور میں نہیں آیا۔ اور اگر میرے مخدوم مولوی محمد شاہ صاحب آج زندہ ہوتے تو وہ بھی میرے صلاح و تقوے کی گواہی دیتے۔ علاوہ اِسکے ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ مجھے مرزا صاحب کے معاملہ میں ناحق کا جھوٹ بولنے اور افترا کرنے سے بجُز لعنت خلق و خالق اور کیا حاصل تھا۔ ایک عظیم الشان خاندانِ اسلام سے میرا قدیمی تعلق دوستی و برادری ہے یعنی خاندان مولوی محمد حسن صاحب رئیس لُدھیانہ۔ پس جس حالت میں مولوی صاحب مرزا صاحب سے کنارہ کر گئے اور ایک جہان اُنکو کافر کہنے لگا۔ تو مجھے کیا حاصِل تھا کہ مَیں مرزا صاحب کی طرف رجُوع کر کے اپنا دین بھی برباد کرتا اور اپنی دُنیا بھی اور اپنے مُعزز بھائیوں کو چھوڑتا اور اپنی قوم سے بھی علیحدہ ہوتا سو جس چیز نے مجھے مرزا صاحب کیطرف رجوع کیا اور خلقت کے لعن و طعن کو مَیں نے اپنے پر گوارا کرلیا اور اپنے قدیم مخدوم کو ناراض کیا وُہ مرزا صاحب کی سچّائی ہے جو گلاب شاہ کی پیشگوئی سے مجھ پر کُھل گئی۔ اور پھر مَیں کہتا ہوں کہ میرے چال چلن کی حضرت مولوی محمد حسن صاحب سے قسم دیکر تفتیش کرنی چاہیئے میرے خیال میں وُہ متقیوں کی اولاد او نجیب و شریف اور اہلِ علم اور باکمال مَردوں کی ذُرّیت ہیں وُہ میرے حال سے واقف اور مَیں اُنکی خاندانی شرافت اور نجابت سے واقف ہوں اور اُنکے والد بزرگوار کے وقت سے میری اُن سے مُلاقات ہے یہ سب مَیں نے محض لِلّٰہ لکھا ہے کیونکہ گمراہی کی ایک آگ بھڑک رہی ہے اگر ایک شخص بھی میری اِس گواہی سے راہِ راست پر آجاوے تو انشاء اللہ مجھے اُس کا اجر ملیگا۔ مَیں بُڈھا ہو گیا اور اَب موت کے دِن بہت قریب ہیں کیا تعجب کہ ربّ کریم نکتہ نواز اُس نیک مَرد کی طرح جسکا اُس نے ذِکرِ خیر اپنے پاک کلام میں لکھا ہے وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ[1] میرے پر صرف اِسقدر عمل صالح سے فضل کردیوے اور وُہ غفور و رحیم ہے۔ اَب مَیں نے جو کہنا تھا کہہ چکا اور اِس اشتہار کو ختم کرتا ہوں۔

گر نیاید بگوش رغبت کس ٭ بر رسولاں بلاغ باشد و بس

[1] احقاف : ۱۱

بٹالوی صاحب کا ہمارے رسالہ آسمانی فیصلہ پر جرح اور اسکا جواب اور نیز آسمانی نشانوں کے پیش کرنے سے اتمام حجت

شیخ بٹالوی نے جو رسالہ جواب فیصلہ آسمانی میں لکھا ہے اُسکے صفحہ ۲۷ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ وغیرہ میں بہت کچھ ہاتھ پیر مارے ہیں تا کسی طرح لوگوں کی نظر میں ہماری اُس درخواست مقابلہ کو جو حقیقی ایمان کی آزمائش کے لئے میاں نذیر حسین دہلوی اور اُنکے ہمخیال لوگوں کی خدمت میں پیش کی گئی تھی خلافِ انصاف ثابت کر کے دکھلاویں مگر ہر ایک باخبر اور منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ اُنہوں نے بجائے اِس بات کے کہ ہماری حجت کو اپنے اور اپنے شیخ دہلوی کے سر پر سے دُور کر سکتے اَور بھی زیادہ اپنی تحریر سے اِس بات کو ثابت کر دیا کہ اُن کو سچائی کیطرف قدم مارنا اور اپنے شیطانی اوہام سے نجات پا جانا کسی طرح منظور ہی نہیں۔ تمام لوگ جانتے ہیں اور شیخ جی کے کفر نامہ کو پڑھ کر ہر یک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ اِن حضرت اور نذیر حسین نے بڑے اصرار اور قطع اور یقین سے اِس عاجز کی نسبت کفر اور بے ایمانی کا فتویٰ لکھا ہے اور دجّال اور ضال اور کافر نام رکھا ہے۔ اِن الزامات کی نسبت اگرچہ مَیں نے بار بار بیان کیا اور اپنی کتابوں کا مطلب سُنایا کہ کوئی کلمہ کفر اِن میں نہیں ہے نہ مجھے دعویٰ نبوّت و خروج از اُمت اور نہ مَیں منکرِ معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونیکا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اِس اُمت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پُرانا ہو اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدّث آئیں گے جو اللہ

جلّ شانہٗ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوّت تامہ کی بعض صفات ظلّی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ شانِ نبوّت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں اور اُن میں سے مَیں ایک ہوں۔ لیکن اِن بزرگوں نے میرے اِن بیانات کو نہ سمجھا خاصکر نذیر حسین پر بہت افسوس ہے جس نے پیرانہ سالی میں اپنے تمام معلومات کو خاک میں ملا دیا۔
غرض مَیں نے جب دیکھا کہ یہ لوگ قرآن اور حدیث کو چھوڑتے ہیں اور کلامِ الٰہی کے اُلٹے معنے کرتے ہیں تب مَیں نے اُن سے بکلّی نومید ہوکر خدا تعالیٰ سے آسمانی فیصلہ کی درخواست کی اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے میرے دِل پر القا کیا وُہ صُورت فیصلہ کے لئے مَیں نے پیش کر دی۔ اگر ان لوگوں کے دِل میں انصاف اور حق طلبی ہوتی تو اُسکے قبول کرنے میں توقف نہ کرتے۔ یہ درخواست کسقدر فضول ہو کہ ایک سال کے عرصہ کو جو ایک الہامی امر ہے خودبخود بدلا دیا جائے اور ایک یا دو ہفتے بجائے اِسکے مقرر کئے جائیں یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ میعاد منجانب اللہ ہے اور انسان تو اپنے اختیار سے کبھی جُرأت ہی نہیں کرسکتا کہ خوارق کے دکھلانے کے لئے کوئی میعاد مقرر کرسکے انبیاء نے بھی ایسا نہیں کیا۔ اور اگر کوئی میعاد اپنی طرف سے مقرر کی تو عتاب ہُوا۔ تو پھر کیونکر ایک سال ایک ہفتہ سے بدل سکتا ہے مَیں سوچ میں ہوں کہ اِن لوگوں کے دعاوی علم اور معرفت کہاں گئے کیا یہ نہیں جانتے کہ میعادوں کا مقرر کرنا انسان کا کام نہیں اگر اِن میں سے کسی مُلہم کو دو ہفتہ میں کرامت دکھلانے کا الہام ہوگیا ہے تو بہت اچھا وُہی اپنی کرامت ظاہر کرے مَیں اُسکو قبول کرونگا۔ اور اگر مَیں اُسکے مقابلہ سے عاجز رہا تو وُہ سچے ٹھہرینگے لیکن یاد رہے کہ یہ تمام دروغگوئی اور فضول گوئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُنکے دلوں کو سخت کر دیا اور اُنکی آنکھوں پر پردے ڈالدیئے ہیں اِسلئے وُہ نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔ مُنصفو! سوچو کہ جو شخص مُلہم ہوتا ہے کیا وُہ اپنی طرف سے کچھ کہہ سکتا ہے پھر کیونکر مَیں اِس میعاد کو بدل سکتا ہوں جسپر خدا تعالےٰ نے مُجھ کو اُنکے مقابل پر اطلاع دی ہاں اگر وُہ خود بدل دے تو اُسکا اختیار ہے انسان کا

اختیار نہیں اور نہ اُس پر کسی کا حکم ہے طلبگار باید صبور و حمول اگر ان میں سچی طلب ہے،
اور جہنم کا خوف ہے تو ایک سال کیا دُور ہے۔ اور نیز اِس جگہ ایک سال سے مُراد یہ نہیں کہ
سال کے تمام دِن پُورے ہو جائیں بلکہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اِس میعاد کے اندر
ہی فیصلہ کر دیگا۔ اور قادر ہے کہ ابھی دو ہفتہ بھی نہ گذریں اور نشان ظاہر ہو۔ مَیں نے
مقابلہ کے لئے اِس لئے لکھا تھا کہ یہ لوگ نذیر حسین اور بٹالوی وغیرہ اِس عاجز کو
کُھلے کُھلے طور پر کافر اور مَردُود اور ملعون اور دجّال اور ضال لکھتے ہیں یہاں تک کہ
اِن کے نزدیک میرے پر اعتقاد رکھنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے تو پھر اِس صُورت
میں ضرور تھا کہ ایمانی نشانوں کی آزمائش ہو۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ مومنوں کو
خدا تعالیٰ خاص نشانوں سے ممتاز کر دیتا ہے چنانچہ وُہ اُن آسمانی نشانوں کی رُو سے
اپنے غیر سے خواہ وُہ کافر ہو یا منافق یا فاسق امتیاز کلی پیدا کر لیتے ہیں۔ سو اِسی کیطرف
اُن لوگوں کو بُلایا گیا تھا۔ تا معلوم ہو جاوے کہ عند اللہ کون مومن اور کون مورد سخط و
غضب الٰہی ہے۔ اگر اِن حضرات کو اپنے ایمان پر کچھ بھروسہ ہوتا تو مقابلہ سے فرار نہ
کرتے لیکن آجتک کسی نے مَیدان میں آکر مقابل کا نام بھی نہیں لیا اور اخیر عُذر یہ پیش
کیا کہ آپ دِکھلا دیں ہم قبول کرینگے اور اُسکے ساتھ بھی یہ شرطیں لگا دیں کہ تب قبول کرینگے
کہ جب آسمان سے من و سلویٰ نازل ہو یا کوئی مجذوم اچھا ہو جائے یا ایک کانے کو
دُوسری آنکھ مِل جائے یا لکڑی کا سانپ بن جائے یا جلتی آگ میں کود پڑیں اور
بچ جائیں۔ دیکھو صفحہ ۵۰ جواب فیصلہ آسمانی ؎

اِن تمام واہیات باتوں کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اِن سب باتوں پر قادر ہے۔
اور اِسکے علاوہ بے شمار نشانوں پر بھی قادر ہے مگر اپنی مصلحت اور مرضی کے موافق
کام کرتا ہے۔ پہلے کفّار نے یہی سوال کیا تھا فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ[1] یعنے
اگر یہ نبی سچّا ہے تو مُوسیٰ وغیرہ انبیاء بنی اسرائیل کے نشانوں کی مانند نشان دکھاوے

[1] انبیاء : ۶

اور مشرکین نے یہ بھی کہا کہ ہمارے مُردے ہمارے لئے زندہ کر دیوے یا آسمان پر ہمارے رُوبرو چڑھ جاوے اور کتاب لاوے جسکو ہم ہاتھ میں لیکر دیکھ لیں وغیرہ وغیرہ مگر خدا تعالیٰ نے محکوموں کی طرح انکی پیروی نہیں کی اور وُہی نشان دکھلائے جو اُسکی مرضی تھی یہاں تک کہ بعض دفعہ نشان طلب کرنیوالوں کو یہ بھی کہا گیا کہ کیا تمہارے لئے قرآن کا نشان کافی نہیں اور یہ جواب نہایت پُرحکمت تھا کیونکہ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ نشان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وُہ کہ اُن میں اور سحر و مکر و دست بازی وغیرہ میں تفرقہ و تمیز کرنا نہایت مشکل بلکہ محال ہوتا ہے اور دُوسرے وُہ نشان ہیں جو ان مغشوش کاموں سے بکلی تمیز رکھتے ہیں اور کوئی شائبہ یا شبہ سحر یا مکر یا دست بازی اور حیلہ گری کا اُن میں نہیں پایا جاتا۔ سو اسی دُوسری قسم میں سے قرآن کریم کا معجزہ ہے جو بکلّی روشن اور ہر یک پہلو اور ہر یک طور سے لعلِ تاباں کی طرح چمک رہا ہے۔ لکڑی کا سانپ بنانا کوئی ممیزّ نشان نہیں ہے۔ حضرت موسٰی نے بھی سانپ بنایا اور ساحروں نے بھی اور اب بھی بنائے جاتے ہیں مگر ابتک معلوم نہیں ہوُا کہ سحر کے سانپ اور معجزہ کے سانپ میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔ اسی طرح سلب امراض میں عمل الترب میں مشق کرنیوالے خواہ وُہ عیسائی ہیں یا ہندو یا یہودی یا مسلمان یا دہریہ اکثر کمال رکھتے ہیں اور البتہ بعض اوقات جذام وغیرہ امراض مزمنہ کو بمشیت الٰہی اسی عمل کی تاثیر سے دُور کر دیتے ہیں۔ سو صرف شفاء امراض پر حصر رکھنا ایک دھوکہ ہے جبتک اُسکے ساتھ پیشگوئی شامل نہ ہو۔ اسی طرح آجکل بعض تماشا کرنیوالے آگ میں بھی کُودتے ہیں اور اُسکے اثر سے بچ جاتے ہیں۔ سو کیا اس قسم کے تماشوں سے کوئی حقیقت ثابت ہو سکتی ہے من سلوٰی کا تماشا شاید آپنے کبھی دیکھا نہیں ایک ایک پیسہ لیکر کشمش وغیرہ برسا دیتے ہیں مگر آپ آجکل کے یورپ کے تماشائیوں کو دیکھیں جو ایک مخفی فریب کی راہ سے سر کاٹ کر بھی پیوند کر دیتے ہیں تو شاید آپ اُنکے دست بیع ہو جائیں مجھے یاد ہے کہ جالندھر کے مقام میں ایک شعبدہ باز مہتاب علی نام نے جو آخر توبہ کر کے

اِس عاجز کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہوگیا میرے مکان پر ایک مجلس میں شعبدہ دکھلایا تب آپ جیسے ایک بزرگ بول اُٹھے کہ یہ تو صریح کرامت ہے۔ حضرت ایسے کاموں سے ہرگز حقیقت نہیں کھلتی بلکہ اِس زمانہ میں تو اور بھی شک پڑتا ہے۔ بہتیرے ایسے تماشا کرنیوالے اور طلسم دکھلانیوالے پھرتے ہیں کہ اگر آپ اُنکو دیکھیں تو کراماتی نام رکھیں لیکن کوئی عقلمند جسکی آج کل کے شعبدوں پر نظر محیط ہو۔ ایسے کاموں کا نام نشان بیّن نہیں رکھ سکتا مثلاً اگر کوئی شخص ایک کاغذ کے پرچہ کو اپنی بغل میں پوشیدہ کر کے پھر بجائے کاغذ کے اُس میں سے کبوتر نکال کر دکھلا دے تو پھر آپ جیسا کوئی آدمی اگر اُسکو صاحبِ کرامات کہے تو کہے مگر ایک عقلمند جو ایسے لوگوں کے فریبوں سے بخوبی واقف ہے ہرگز اس کا نام کرامت نہیں رکھے گا۔ بلکہ اسکو فریب اور دست بازی قرار دیگا۔ اِسی وجہ سے قرآن کریم اور توریت میں سچے نبی کی شناخت کے لئے یہ علامتیں قرار نہیں دیں کہ وُہ آگ سے بازی کرے یا لکڑی کے سانپ بنا دے یا اِسی قسم کے اور کرتب دکھلاوے بلکہ یہ علامت قرار دی کہ اُس کی پیشگوئیاں وقوع میں آجائیں یا اُسکی تصدیق کے لئے پیشگوئی ہو۔ کیونکہ استجابت دُعا کے ساتھ اگر حسب مراد کوئی امر غیب خدا تعالیٰ کسی پر ظاہر کرے اور وُہ پُورا ہو جائے تو بلاشُبہ اُسکی قبولیت پر ایک دلیل ہوگی۔ اور یہ کہنا کہ نجومی یا رمّال اسمیں شریک ہیں یہ سراسر خیانت اور مخالفِ تعلیم قرآن ہے کیونکہ اللہ جلّ شانہ، فرماتا ہے۔ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ[1] ✣ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے امورِ غیبیہ کو اپنے مرسلین کی ایک علامت خاصہ قرار دی ہے۔ چنانچہ دُوسری جگہ بھی فرمایا ہے وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ[2] ※

✣ **نوٹ** خدا تعالیٰ بجُز ان لوگوں کے جن کو وُہ ہدایت خلق کے لئے بھیجتا ہے کسی دُوسرے کو اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا۔

※ اگر یہ رسول سچا ہے تو اُس کی بعض پیشگوئیاں جو تمہارے حق میں ہیں پُوری ہونگی یعنی پیشگوئیوں کا پُورا ہونا سچائی کی نشانی ہے۔

[1] الجنّ : ۲۷ ، ۲۸ [2] المؤمن: ۲۹ ۳۹۴

تو پھر پیشگوئی کو استخفاف کی نظر سے دیکھنا اور لکڑی کا سانپ بنانے کے لئے درخواست کرنا انہیں مولویوں کا کام ہے جنہوں نے قرآن کریم میں خوض کرنا چھوڑ دیا اور نیز زمانہ کی ہَوا سے بے خبر ہیں۔

بہرحال چونکہ میری طرف سے آسمانی فیصلہ میں ایمانی مقابلہ کے لئے درخواست ہے تو پھر مقابلہ سے دستکش ہو کر خاص مجھ سے نشانوں کے لئے استدعا کرنا اُس صُورت میں میاں نذیر حسین اور بٹالوی صاحب کا حق پہنچتا ہے کہ جب حسب تحریر میری اوّل اِس بات کا اقرار شائع کریں کہ ہم لوگ صرف نام کے مُسلمان ہیں اور دراصل ایمانی انوار و علامات ہم میں موجود نہیں کیونکہ یکطرفہ نشانوں کے دکھلانے کے لئے بغرض کبر شکنی اُنکی کے مَیں نے یہی شرط آسمانی فیصلہ میں قرار دی ہے اور نیز ظاہر بھی ہے کہ ان لوگوں کو بجائے خود مومن کامل اور شیخ الکل اور مُلہم ہونے کا دعویٰ ہے اور مجھ کو ایمان سے خالی اور بے نصیب سمجھتے ہیں تو پھر بجز مقابلہ کے اور کونسی صُورت فیصلہ کی ہے۔ ہاں اگر اپنے ایمانی کمالات کے دعوٰے سے دست بردار ہو جائیں تو پھر یکطرفہ ثبوت ہمارے ذمّہ ہے اِس بات کا جواب میاں نذیر حسین اور بٹالوی صاحب کے ذمّہ ہے کہ وُہ باوجود دعویٰ مومن کامل بلکہ شیخ الکل ہونے کے کیوں ایسے شخص کے مقابلہ سے بھاگتے ہیں جو اِنکی نظر میں کافر بلکہ سب کافروں سے بدتر ہے اور کس بنا پر یکطرفہ نشان مانگتے ہیں۔ اگر فیصلہ آسمانی کے جواب میں یہ درخواست ہے تو حسب منشاء اُس رسالہ کے درخواست ہونی چاہیئے۔ یعنی اگر اپنی ایمانداری کا کچھ دعویٰ ہے تو مقابلہ کرنا چاہیئے جیسا کہ آسمانی فیصلہ میں بھی شرط درج ہے ورنہ صاف اِس بات کا اقرار کر کے کہ ہم حقیقی ایمان سے خالی ہیں یک طرفہ نشان کی درخواست کریں۔

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ دونوں پیشگوئیاں میاں گلاب شاہ اور نعمت اللہ ولی کی اِس عاجز کے حق میں حسب منشاء قرآن کریم کے نشان صریح ہیں۔

جس میں کسی دست بازی اور مکر اور فریب کی گنجائش نہیں۔ اب اگر کوئی صوفی پردہ نشین جو پردہ سے نکلنا نہیں چاہتا بقول بٹالوی صاحب اور میر عباس علی صاحب لدھیانوی کے بالمقابل نشان دکھلانے کو طیار ہے تو وہ بھی ایسی ہی دو پیشگوئیاں انہیں ثبوتوں کے ساتھ اپنے حق میں کسی گذشتہ ولی کی طرف سے پیش کرے ہم خدا تعالیٰ کی قسم یاد کرکے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر یہ ثابت ہو جائیگا کہ وہ بھی ایسے ہی نشان اور اسی درجہ ثبوت پر اور اسی عظمت کے ساتھ باعتبار اپنے بعد زمانہ کے پائے گئے ہیں تو ہم سزائے موت اٹھانے کے لئے بھی تیار ہیں۔ اور اس عاجز کی اپنی گذشتہ پیشگوئیاں جو تین ہزار کے قریب ہیں جو اکثر استجابت دعا کے بعد ظہور میں آئی ہیں۔ ان میں سے دلیپ سنگھ کے رہ کے جانے کی پیشگوئی ہے یعنی یہ کہ وہ اپنے قصد ارادہ پنجاب سے ناکام رہے گا۔ یہ پیشگوئی اجمالی طور پر اشتہار میں چھپ چکی ہے اور صدہا آدمیوں کو زبانی سنائی گئی۔ اسی طرح پنڈت دیانند کے فوت ہونے کی نسبت پیشگوئی اور شیخ مہر علی صاحب رئیس کے ابتلا اور پھر رہائی کی نسبت پیشگوئی۔ بٹالوی صاحب کے مخالف ہو جانے کی نسبت پیشگوئی وغیرہ پیشگوئیاں جن کا مفصّل ذکر موجب طول ہے۔ اگر فریق مخالف کے مولویوں میں کچھ ایمان ہے تو ان پیشگوئیوں کے بارے میں بھی ایک جلسہ مقرر کرکے اوّل ہم سے ثبوت لیں اور پھر اُس کے موافق اپنی طرف سے پیشگوئیوں کا ثبوت دیں۔ اور اگر بباعث اپنی تہیدستی کے ان دونوں طوروں مقابلہ سے عاجز آجائیں تو یہ بھی اختیار ہے کہ ایک سال کی مہلت پر آئندہ کے لئے آزمائش کرلیں کسی بڑے جھگڑے کی ضرورت نہیں۔ ہر یک پیشگوئی جو کسی دعا کی قبولیت سے ظاہر ہو کسی اخبار میں بقید اُسکے وقتِ ظہور کے چھپوا دیں۔ اور اس طرف سے بھی یہی کارروائی ہو سال گذرنے کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ کون مؤید من اللہ اور کون مخذول اور مردود ہے۔ اگر یہ بھی نہ کریں تو سب لوگ یاد رکھیں کہ ان ملّاؤں کا ارادہ صرف حق پوشی اور بخل اور

نوٹ شیخ مہر علی صاحب کے ہاتھ میں قرآن شریف دیکر اس پیشگوئی کی نسبت اُنکو قسم دینی چاہیئے کیونکہ اگر کوئی زمانہ سازی یا مولویوں کے خوف سے انکار کرے تو قسم کے بعد تو ہرگز نہیں کرسکتا۔ اگر کرے تو حلف دروغی کے دبال سے جلد رسوا ہو جاتا ہے۔

اور تعصب سے حق جوئی سے کچھ غرض نہیں اگر انکو سمجھ ہو تو ایک بڑا نشان یہ بھی ہے کہ یہ لوگ دن رات اِس نور الٰہی کے بجھانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور ہر قسم کے مکر عمل میں لا رہے ہیں اور لوگوں کو بہکار ہے ہیں اور ناخنوں تک حق کو مٹانے کے لئے زور لگا رہے ہیں کفر کے فتوے لکھ رہے ہیں۔ اور آزار دہی کے تمام منصوبے گھڑ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ بٹالوی صاحب نے لوگوں کو برانگیختہ کیا ہے کہ گورنمنٹ کے سامنے جاکر سیاپا کریں۔ غرض کوئی دقیقہ مکر اور فریب اور سعی اور کوشش کا اُٹھا نہیں رکھا اور ایک جہان اپنے ساتھ کرلیا ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے بٹالوی صاحب کو ان تمام واقعات سے پہلے اِس الہام کی خبر دی تھی کہ میں اکیلا ہوں اور خدا میرے ساتھ ہے۔ اب وُہی صُورت پَیدا ہو رہی ہے لوگوں نے یہانتک دشمنی کی ہے کہ رشتہ ناطہ کو چھوڑ دیا ہے۔ باوجود اِن تمام کارسازیوں کے جو کمال کو پہنچ گئی ہیں۔ بالآخر ہم **فتح پا جائیں تو** اِس سے بڑھ کر اور کیا **نشان ہوگا۔**

اور اگر کسی کی آنکھیں ہوں تو اِس عاجز پر جو کچھ عنایات اللہ جلّ شانہٗ کی وارد ہو رہی ہیں وُہ سب نشان ہی ہیں دیکھو خدا تعالیٰ قرآن کریم میں صاف فرماتا ہے کہ جو میرے پر افترا کرے اُس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں اور مَیں جلد مفتری کو پکڑتا ہوں اور اُسکو مُہلت نہیں دیتا۔ لیکن اِس عاجز کے دعوٰئ مجدّد اور **مثیل مسیح** ہونے اور دعوٰئ ہمکلامِ الٰہی ہونے پر اَب بفضلہ تعالیٰ گیارھواں برس جاتا ہے کیا یہ نشان نہیں ہے اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ کار و بار نہ ہوتا تو کیونکر عشرہ کاملہ تک جو ایک حصّہ عمر کا ہے ٹھہر سکتا تھا۔ پھر مَیں کہتا ہوں کہ کیا یہ نشان نہیں ہے کہ الہامی پیشگوئیوں کے بالمقابل آزمائش کے لئے کوئی اِس عاجز کے سامنے نہیں آسکتا اور اگر آوے تو خدا تعالیٰ اُسکو سخت ذلیل کرے ایسا ہی صدہا تائیداتِ الٰہیہ شاملِ حال ہو رہی ہیں۔ مَیں حضرتِ قُدس کا باغ ہوں جو مجھے کاٹنے کا ارادہ کرے گا وُہ خود کاٹا جائیگا۔ مخالف رُوسیاہ ہوگا اور مُنکر شرمسار یہ سب نشان ہیں۔

مگر اُن کے لئے جو دیکھ سکتے ہیں۔

وے بستہ کمر بہ بد زبانی	اے سخت اسیرِ بدگمانی
وایں طرفہ کہ کافرم بخوانی	سوزم کہ چساں شوی مسلماں

تبلیغ رُوحانی

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

خُدا خود راہ نمایُد طلب گارِ حقیقت را	گر خود آدمی کاہل نباشد در تلاشِ حق

یہ بات قرآن اور حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ مومن رُؤیا صالحہ مُبشّرہ دیکھتا ہے اور اُسکے لئے دکھائی بھی جاتی ہیں بالخصوص جبکہ مومن لوگوں کی نظر میں مطرود اور مخذول اور ملعون اور مردود اور کافر اور دجّال بلکہ اکفر اور شرّ البریّہ ہو۔ اِس کوفت اور شکست خاطر کے وقت میں جو کچھ مکالمات پُر از لُطف و احسان خُدا تعالیٰ کی طرف سے مومن کے ساتھ واقعہ ہوتے ہیں اُسکو کون جانتا ہے۔

ہست پنہاں زیرِ لعنت ہائے خلق	رحمتِ خالق کہ حرزِ اولیاست

یہ عاجز خُدائے تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ اِس تکفیر کے وقت میں کہ ہر یک طرف سے اِس زمانہ کے علماء کی آوازیں آ رہی ہیں کہ لستَ مؤمنًا اللہ جلشانہ کیطرف سے یہ ندا ہے کہ قل انی اُمِرتُ و انا اوّل المؤمنین ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہیں کہ کسی طرح اِس شخص کی بیخ کنی کرو۔ اور ایک طرف الہام ہوتا ہے۔ یتربصون علیک الدوائر علیہم دائرۃ السّوءِ۔ اور ایک طرف وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اِس

شخص کو سخت ذلیل اور رُسوا کریں اور ایک طرف خدا وعدہ کر رہا ہے کہ اِنّی مُھین من اراد اھانتك۔ اللّٰہ اجرك۔ اللّٰہ یعطیك جلالك اور ایک طرف مولوی لوگ فتوے پہ فتوے لکھ رہے ہیں کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اور ایک طرف خدا تعالیٰ اپنے اس الہام پر بتواتر زور دے رہا ہے کہ قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتبعونی یُحببکم اللّٰہ۔ غرض یہ تمام مولوی صاحبان خدا تعالیٰ سے لڑ رہے ہیں اب دیکھئے کہ فتح کس کو ہوتی ہے۔

بالآخر واضح ہو کہ اسوقت میرا مدّعا اس تحریر سے یہ ہے کہ بعض صاحبوں نے پنجاب اور ہندوستان سے اکثر خوابیں متعلق زیارت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز الہامات بھی اس عاجز کے بارہ میں لکھ کر بھیجی ہیں جنکا مضمون قریباً اور اکثر یہی ہوتا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور یا بذریعہ الہام کے خدا تعالےٰ کیطرف سے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص یعنے یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اسکو قبول کرو چنانچہ بعض نے ایسی خوابیں بھی بیان کیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نہایت غضب کی حالت میں نظر آئے اور معلوم ہوا کہ گویا آنحضرت روضہ مقدسہ سے باہر تشریف رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمام ایسے لوگ جو اس شخص یعنے اس عاجز کو عمداً ستا رہے ہیں قریب ہے جو انپر غضب الٰہی نازل ہو۔ اوّل اوّل اس عاجز نے ان خوابوں کیطرف التفات نہیں کی مگر اَب میں دیکھتا ہوں کہ کثرت سے دُنیا میں یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ بعض لوگ محض خوابوں ہی کے ذریعہ سے عناد اور کینہ کو ترک کر کے کامل مخلصین میں داخل ہو گئے اور اسی بنا پر اپنے مالوں سے امداد کرنے لگے۔ سو مجھے اسوقت یاد آیا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں یہ الہام درج ہے جسکو دس برس کا عرصہ گذر گیا اور وہ یہ ہے:۔ ینصرك رجال نوحی الیھم من السماء۔ یعنی ایسے لوگ تیری مدد کرینگے جنپر ہم آسمان سے وحی نازل کرینگے سو وہ وقت آگیا اسلئے میرے نزدیک قرینِ مصلحت ہے

کہ جب ایک معقول اندازہ اِن خوابوں اور الہاموں کا ہو جائے تو انکو ایک رسالہ مستقلہ کی صُورت میں طبع کر کے شائع کیا جائے کیونکہ یہ بھی ایک شہادت آسمانی اور نعمت الٰہی ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ[1]۔ لیکن پہلے اِس سے ضروری طور پر یہ اطّلاع دیجاتی ہے کہ آئندہ ہر ایک صاحب جو کوئی خواب یا الہام اِس عاجز کی نسبت دیکھ کر بذریعہ خط اُس سے مطلع کرنا چاہیں تو اُنپر واجب ہے کہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنے خط کے ذریعہ سے اِس بات کو ظاہر کریں کہ ہم نے واقعی اور یقینی طور پر یہ خواب دیکھی ہے اور اگر ہم نے کچھ اسمیں ملایا ہے تو ہم پر اسی دُنیا اور آخرت میں لعنت اور عذابِ الٰہی نازل ہو۔ اور جو صاحب پہلے قسم کھا کر اپنی خوابیں بیان کر چکے ہیں اُنکو دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ مگر وُہ تمام صاحب جنہوں نے خوابیں یا الہامات تو لکھ کر بھیجے تھے لیکن وُہ بیانات اُن کے مؤکّد بقسم نہیں تھے اُنپر واجب ہے کہ پھر دوبارہ اُن خوابوں یا الہامات کو قسم کے ساتھ مؤکّد کر کے ارسال فرماویں اور یاد رہے کہ بغیر قسم کے کوئی خواب یا الہام یا کشف کسی کا نہیں لکھا جاویگا اور قسم بھی اُس طرز کی چاہیئے جو ہم نے ابھی بیان کی ہے۔

اِس جگہ یہ بھی بطور تبلیغ کے لکھتا ہوں کہ حق کے طالب جو مؤاخذہ الٰہی سے ڈرتے ہیں وُہ بلا تحقیق اِس زمانہ کے مولویوں کے پیچھے نہ چلیں اور آخری زمانہ کے مُولویوں سے جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے ڈرایا ہے ویسا ہی ڈرتے رہیں۔ اور اُن کے فتووں کو دیکھ کر حیران نہ ہو جاویں۔ کیونکہ یہ فتوے کوئی نئی بات نہیں اور اگر اِس عاجز پر شک ہو اور وُہ دعویٰ جو اِس عاجز نے کیا ہے اُسکی صحت کی نسبت دِل میں شُبہ ہو تو مَیں ایک آسان صُورت رفع شک کی بتلاتا ہوں جس سے ایک طالبِ صادق انشاء اللہ مطمئن ہو سکتا ہے اور وُہ یہ ہے کہ اوّل توبہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں جس کی پہلی رکعت میں سُورۃ یٰسین اور دُوسری رکعت میں

[1] الضحیٰ : ۱۲

اکیس مرتبہ سورۃ **اخلاص** ہو اور پھر بعد اسکے تین سو مرتبہ **درود شریف** اور تین سو مرتبہ **استغفار** پڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ دُعا کریں کہ اے قادر کریم تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے اور مقبول اور مردود اور مُفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں کہ اس شخص کا تیرے نزدیک کہ جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیا حال ہے۔ کیا صادق ہے یا کاذب۔ اور مقبول ہے یا مردود۔ اپنے فضل سے یہ حال رؤیا یا کشف۔ یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما۔ تا اگر مردود ہے تو اسکے قبول کرنے سے ہم گمراہ نہ ہوں۔ اور اگر **مقبول** ہے اور تیری طرف سے ہے تو اسکے انکار اور اسکی اہانت سے **ہم ہلاک نہ ہو جائیں** ہمیں ہر ایک قسم کے فتنہ سے بچا کہ ہر ایک قوت **تجھ کو ہی** ہے۔ آمین۔ یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتے کریں لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر۔ کیونکہ جو شخص پہلے ہی بُغض سے بھرا ہوا ہے اور بدظنی اُسپر غالب آگئی ہے اگر وہ خواب میں اُس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے جس کو وہ بہت ہی بُرا جانتا ہے تو شیطان آتا ہے اور موافق اُس ظلمت کے جو اُسکے دل میں ہے اور پُر ظلمت خیالات اپنی طرف سے اُس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ پس اُس کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ سو اگر تو خدا تعالیٰ سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے تو اپنے سینہ کو بکلّی بغض اور عناد سے دھو ڈال اور اپنے تئیں بکلّی خالی النفس کر کے اور دونوں پہلوؤں بُغض اور محبت سے الگ ہو کر اُس سے ہدایت کی روشنی مانگ کہ وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرف سے روشنی نازل کرے گا۔ جس پر نفسانی اوہام کا کوئی دخان نہیں ہوگا۔ سو اے حق کے طالبو۔ ان مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو۔ اُٹھو اور کچھ مجاہدہ کر کے اُس قوی اور قدیر اور علیم اور ہادی مطلق سے مدد چاہو۔ اور دیکھو کہ اب میں نے یہ رُوحانی تبلیغ بھی کر دی ہے۔ آیندہ تمہیں اختیار ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

المبلّغ غلام احمد عفی عنہ

شیخ بٹالوی صاحب کے فتوٰی تکفیر کی کیفیّت

اِس فتوے کو مَیں نے اوّل سے آخر تک دیکھا۔ جن الزامات کی بناء پر یہ فتوٰی لکھا ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد اُن الزامات کے غلط اور خلافِ واقعہ ہونے کے بارے میں ایک رسالہ اِس عاجز کی طرف سے شائع ہونیوالا ہے جس کا نام **دافع الوساوس** ہے باایں ہمہ مجھ کو اِن لوگوں کے لعن وطعن پر کچھ افسوس نہیں اور نہ کچھ اندیشہ بلکہ میں خوش ہوں کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی اور اُن کے اتباع نے مجھ کو کافر اور مردود اور ملعون اور دجّال اور ضال اور بے ایمان اور جہنّمی اور اکفر کہہ کر اپنے دِل کے وُہ بخارات نکال لئے جو دیانت اور امانت اور تقوٰی کے التزام سے ہرگز نہیں نکل سکتے تھے۔ اور جس قدر میری اتمام حجّت اور میری سچّائی کی تلخی سے اُن حضرات کو زخم پر زخم پہنچا۔ اُس صدمہ عظیمہ کا غم غلط کرنے کے لئے کوئی اور طریق بھی تو نہیں تھا بجُز اِس کے کہ لعنتوں پر آجاتے مجھے اِس بات کو سوچ کر بھی خوشی ہے کہ جو کچھ یہودیوں کے فقیہوں اور مولویوں نے آخرکار حضرت مسیح علیہ السلام کو تحفہ دیا تھا وُہ بھی تو یہی لعنتیں اور تکفیر تھی۔ جیساکہ اہلِ کتاب کی تاریخ اور ہر چہار انجیل سے ظاہر ہے تو پھر مجھے مثیلِ مسیح ہونے کی حالت میں اِن لعنتوں کی آوازیں سُنکر بہت ہی خوش ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جیساکہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو حقیقت دجّالیہ کے ہلاک اور فانی کرنے کیلئے حقیقت **علیسویہ** سے **متّصف** کیا۔ ایسا ہی اُس نے اُس حقیقت کے متعلق جو جو نوازل و آفات تھے اُن سے بھی خالی نہ رکھا۔ لیکن اگر کچھ افسوس ہے تو صِرف یہ کہ بٹالوی صاحب کو اِس فتوے کے طیار کرنے میں یہودیوں کے فقیہوں سے بھی زیادہ خیانت کرنی پڑی۔ اور وُہ خیانت تین قسم کی ہے۔

اوّل یہ کہ بعض لوگ جو مولویت اور فتوے دینے کا منصب نہیں رکھتے وُہ صِرف

مکفّرین کی تعداد بڑھانے کے لئے مُفتی قرار دئے گئے۔ دوسرے یہ کہ بعض ایسے لوگ جو علم سے خالی اور علانیہ فسق و فجور بلکہ نہایت بدکاریوں میں مبتلا تھے۔ وہ بڑے عالم متشرع متصوّر ہو کر اُن کی مُہریں لگائی گئیں۔ تیسرے ایسے لوگ جو علم اور دیانت رکھتے تھے مگر واقعی طور پر اِس فتوے پر اُنہوں نے مُہر نہیں لگائی بلکہ بٹالوی صاحب نے سراسر چالاکی اور افترا سے خود بخود اُن کا نام اُس میں جڑ دیا۔ اِن تینوں قِسم کے لوگوں کے بارے میں ہمارے پاس تحریری ثبوت ہیں۔ اگر بٹالوی صاحب یا کسی اور صاحب کو اِس میں شک ہو تو وہ لاہور میں ایک جلسہ منعقد کر کے ہم سے ثبوت مانگیں۔ تا سیہ رُوئے شود ہر کہ در وغش باشد۔ یُوں تو تکفیر کوئی نئی بات نہیں۔ اِن مولویوں کا آبائی طریق یہی چلا آتا ہے کہ یہ لوگ ایک باریک بات سُنکر فی الفور اپنے کپڑوں سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ عقل تو اُن کو دی ہی نہیں کہ بات کی تہ تک پہنچیں اور اسرار غامضہ کی گہری حقیقت کو دریافت کر سکیں اِس لئے اپنی نافہمی کی حالت میں تکفیر کی طرف دَوڑتے ہیں۔ اور اولیاء کرام میں سے ایک بھی ایسا نہیں کہ اِن کی تکفیر سے باہر رہا ہو۔ یہاں تک کہ اپنے مُونہہ سے کہتے ہیں کہ جب مہدی موعود آئے گا۔ تو اُس کی بھی مولوی لوگ تکفیر کریں گے اور ایسا ہی حضرت عیسٰی جب اُتریں گے تو اُن کی بھی تکفیر ہوگی۔ اِن باتوں کا جواب یہی ہے کہ اَے حضرات! آپ لوگوں سے خُدا کی پناہ۔ اُو سُبحانہٗ خود اپنے برگزیدہ بندوں کو آپ لوگوں کے شرّ سے بچاتا آیا ہے ورنہ آپ لوگوں نے تو ڈائن کی طرح اُمّتِ محمدیّہ کے تمام اولیاء کرام کو کھا جانا چاہا تھا۔ اور اپنی بدزبانی سے نہ پہلوں کو چھوڑا نہ پچھلوں کو۔ اور اپنے ہاتھ سے اُن نشانیوں کو پُوری کر رہے ہیں جو آپ ہی بتلا رہے ہیں۔ تعجّب کہ یہ لوگ آپس میں بھی تو نیک ظنّ نہیں رکھتے۔ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ موحّدین کی بے دینی پر مدار الحق میں شاید تین ۳۰۰ سَو کے قریب مُہر لگی تھی۔ پھر جبکہ تکفیر ایسی سستی ہے تو پھر اِن کی تکفیروں سے کوئی کیونکر ڈرے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ میاں

نذیرحسین اور شیخ بٹالوی نے اِس تکفیر میں جعلسازی سے بہت کام لیا ہے اور طرح طرح کے افترا کر کے اپنی عاقبت درست کر لی ہے۔ اِس مختصر رسالہ میں ہم مفصل ان خیانتوں کا ذکر نہیں کر سکتے۔ جو شیخ بٹالوی نے حسب منشاء شیخ دہلوی اپنے کفرنامہ میں کام میں لاکر اپنا نامۂ اعمال درست کیا ہے۔ صرف بطور نمونہ **ایک مولوی صاحب کا خط** معہ اُن کے **اشعار** کے ذیل میں لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

بحضور فیض گنجور حضرت مجدّد وقت مسیح الزمان مہدی دوران حضرت

مرزا غلام احمد صاحب دام برکاتہٗ

پس از سلام سنّتِ اسلام گذارش حال اینکہ۔ غریب نواز پٹیالہ سے حضور کے تشریف لیجانے کے بعد سکنائے بلدہ نے مجھ کو نہایت تنگ کیا۔ یہاں تک کہ مساجد میں نماز ادا کرنے سے بند کیا گیا۔ مَیں نے اپنے بعض دوستوں کو ناحق کا الزام دُور کرنے کیلئے یہ لکھدیا کہ میرا عقیدہ اہلسنّت والجماعت کے موافق ہے اور انکارِ ختمِ نبوّت اور وُجودِ ملائکہ و معجزاتِ انبیاء و لیلۃ القدر وغیرہ موجب کفر و الحاد سمجھتا ہوں۔ وُہی تحریر میری مولوی محمد حسین مہتمم **اشاعۃ السنّۃ** نے لیکر اپنے **کفرنامہ** میں جو آپ کے لئے تیار کیا تھا درج کر دی۔ مَیں نے خبر پاکر مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں خط لکھا کہ جو میری طرف سے فتویٰ تکفیر پر عبارت لکھی گئی ہے وُہ کاٹ دینی چاہیئے کیونکہ مَیں حضرت مرزا صاحب کے مکفّر کو خود کافر و ملحد سمجھتا ہوں۔ مولوی صاحب نے اِس کا کوئی جواب نہیں بھیجا۔ پیچھے سے مجھے معلوم ہوُا کہ اُنہوں نے میرا نام مُکفّرین کے زُمرہ میں چھاپ کر شائع کر دیا۔ سو میرے فتوے کی یہ حقیقت ہے۔ یہ نالائق حضُور سے بیعت ہو چکا ہے۔ لِلّٰہ اِس عاجز کو اپنی جماعت سے خارج تصوّر نہ فرماویں۔ مَیں اِس ناکردہ گناہ سے خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور حضُور سے معافی مانگتا ہوں اور چند ابیات محبّت اور عقیدت کے جوش سے مَیں نے حضُور کے بارہ میں تالیف کئے ہیں وُہ بھی ذیل میں تحریر کرتا ہوں۔ اور اُمّید وار ہوں کہ میری یہ تمام تحریر معہ اشعار کے طبع کرا کر شائع کر دی جاوے۔

ص۴۵

اشعار یہ ہیں

موجبِ کفر است تکفیرِ تو اے کانِ کرم — وایں مواہیر و فسادے رہزنِ راہِ کرم

آرزو دارم کہ جان و مال قربانت کنم — ایں تمنّایم برارد کارسازِ قادرم

چوں بتابم رُو ز تو حاشا و کلّا ایں کجا — من فدائے رُوئے تو اے رہبرِ دیں پرورم

دینِ مُردہ را بقالب جان درآمد از دمت — چوں ازیں انفاس اعراضے کنم اے مہترم

من کجا وایں طور بدعہدی و بیراہی کجا — خادمم تا زندہ ہستم واز دل و جاں چاکرم

حملہ ہا کردند ایں غولانِ راہِ حق بہ من — رہ زندے گر نبودے لطفِ یزداں ہمبرم

ایں یہودی سیرتاں قدرِ ترا نشناختند — چوں نبیِ ناصری نفریں شنیدم لاجرم

ہر کہ تکفیرت کند کافر ہماں ساعت شود — حق نگہدارد مرا ازیں زمرۂ نامحترم

بر منِ اعمیٰ بہ بخش اے حضرتِ مہرِ منیر — گر خطا دیدی ازاں بگذر کہ من مستغفرم

تار وانم ہست در تن از دل و جانم غلام — لطف فرما کن تذلّل بر درِ تو حاضرم

نورِ ماہِ دینِ احمدؐ بر وجودت شد تمام — آمدی در چاردہ اے بدرِ تام و انورم

حسبِ تبشیرِ نبیؐ بر وقتِ خود کردی ظہور — السّلام اے رحمتِ ذاتِ جلیل و اکبرم

مُشکلاتِ دینِ حق بر دستِ تو آساں شدند — مے کنی تجدیدِ دیں از فضلِ ربِّ ذوالکرم

از رہِ منّت دَرُونم را مُسلماں کردۂ — گر نباشم جاں نثارِ آستانت کافرم

راقم خاکسار مولوی حافظ عظیم بخش پٹیالوی۔ ۲۴-مئی ۱۸۹۲ء

رسالہ نشان آسمانی کی امداد طبع کیلئے جو مخلص دوستوں کی طرف خط لکھے گئے تھے اُن کا خلاصہ جواب

خلاصہ خط اخویم مولوی سیّد تفضّل حسین صاحب تحصیلدار علیگڈھ ضلع فرخ آباد سلمہ اللہ تعالےٰ

"دو والا نامے بندگانِ عالی شرف ورود لائے باعثِ عزت ہوئے۔ مجھ کو بہت شرم ہے کہ عرصہ سے مَیں نے کوئی عریضہ حضور میں نہیں بھیجا مگر ہر وقت یاد بندگان والا میں رہا کرتا ہوں حضور کا نام نامی میرا وظیفہ ہے اور اکثر حضور کی کتب دیکھا کرتا ہوں اور انکو ذریعہ بہتری دارین سمجھتا ہوں پچاس جلد رسالہ نشان آسمانی یا جس قدر حضور خود چاہیں میرے پاس بھجوادیں میں انکو خرید لُونگا۔ اور اپنے دوستوں میں تقسیم کر دُونگا۔ مجھے حضور کی کتابوں کی اشاعت سے دِلی خوشی پہنچتی ہے۔ اور میرے سب اہل عیال خوش اور اچھے ہیں اور حضور کو یاد کیا کرتے ہیں۔

عریضہ نیاز کمترین تفضل حسین از علیگڈھ ضلع فرخ آباد ۲۱ مئی ۱۸۹۲ء۔

مولوی صاحب موصوف چندہ امدادی دیتے ہیں اور امداد کے طور پر اپنی تنخواہ میں سے رقم کثیر دے چکے ہیں۔

خلاصہ خط اخویم نواب محمد علی خان صاحب رئیس کوٹلہ مالیر سلمہ اللہ تعالیٰ

جناب کا عنایت نامہ پہنچا۔ بندہ رسالہ نشان آسمانی کی دو سو جلد فی الحال خرید کرونگا۔ راقم محمد علیخان

نواب صاحب موصوف ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ پانسو روپیہ کی کتابیں اس عاجز کی خرید کر کے محض للہ تقسیم کر چکے ہیں۔

خلاصہ خط اخویم حکیم فضل دین صاحب بھیروی سلمہ اللہ تعالےٰ

سات سو جلد رسالہ نشان آسمانی نابکار کے خرچ سے چھپوایا جائے اور فروخت کیا جائے اور اسکی قیمت حضور اپنی مرضی سے جہاں چاہیں خرچ فرمائیں بیس ۲۰ روپیہ معہ بقیہ چندہ دو ۲ روپیہ محمد صاحب عرب ابھی ارسال خدمت ہیں اور مابعد میں عنقریب ایک سو روپیہ یا اس سے دس بیس روپیہ زائد بھیجتا ہوں یا جلد تر خود لیکر باریاب خدمت ہونگا ورنہ منی آرڈر بھیجدونگا (ایک سو روپیہ پہنچ گیا)۔

حکیم صاحب موصوف پہلے بھی تخمیناً سات سو روپیہ امداد کے طور پر دے چکے ہیں ٭

خلاصہ خط اخویم حضرت مولوی حکیم نور دین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ معالج ریاست جموں

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسُولہ الکریم مع التسلیم امابعد ایک خاکسار بالکل نابکار اور خاکساری کے ساتھ

نہایت ہی شرمسار بحضور حضرت مسیح الزمان عرض پرداز۔ اس خادم با اخلاص اور دلی مُرید کا جو کچھ ہے بتمامہ آپ ہی کا ہے۔ زن و فرزند و روپیہ۔ آبرو و جان۔ میری یہی سعادت ہے کہ تمام خرچ میرا ہو پھر جسقدر حضور پسند فرمائیں۔ برادرم فصیح بھی اِسوقت موجود ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر میرے مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں حضور رسالہ کو طبع فرماویں تو چہارم حصہ قیمت کا منافع رہیگا۔

مولوی حکیم نور دین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور للّٰہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی اسلام میں عجیب شان رکھتے ہیں۔ کثرتِ مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا۔ مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولےٰ میں اُٹھا دینا اور اپنے لئے دُنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی یا اُن میں جن کے دِلوں پر انکی صحبت کا اثر ہے مولوی صاحب موصوف ابتک تین ہزار روپیہ کے قریب للّٰہ اس عاجز کو دے چکے ہیں اور جسقدر انکے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اسکی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں۔ اگرچہ یہ طریق دُنیا اور معاشرت کے اصولوں کے مخالف ہے مگر جو شخص خدائے تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لاکر اور دینِ اسلام کو ایک سچّا اور منجانب اللہ دین سمجھ کر اور باایں ہمہ اپنے زمانہ کے امام کو بھی شناخت کر کے اللہ جلّشانہٗ اور رسول اللہ صلعم اور قرآن کریم کی محبت اور عشق میں فانی ہو کر محض اعلاء کلمہ اسلام کیلئے اپنے مال حلال اور طیب کو اِس راہ میں فدا کرتا ہے اس کا جو عند اللہ قدر ہے وہ ظاہر ہے اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا مما تحبّون[1]

خُدا سے وُہی لوگ کرتے ہیں پیار	جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار
اِسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب	کہ راضی وُہ دِلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال و جاں بار بار	ابھی خوف دِل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دِل اپنا اُس پاک سے	وُہی پاک جاتے ہیں اِس خاک سے

خدا تعالیٰ اِس خصلت اور ہمّت کے آدمی اِس اُمّت میں زیادہ سے زیادہ کرے۔ آمین ثم آمین ٭

چہ خوش بُودے اگر ہر یک زاُمّت نورِ دیں بُودے
ہمیں بُودے اگر ہر دِل پُر از نورِ یقیں بُودے

[1] آل عمران: ۹۳

اے مرداں بکوشید و برائے حق بجوشید

اگرچہ پہلے ہی سے میرے مخلص احباب للہی خدمت میں اِس قدر مصروف ہیں کہ مَیں شکرادا نہیں کرسکتا اور دُعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم انکو ان تمام خدمات کا دونوں جہانوں میں زیادہ سے زیادہ اجر بخشے لیکن اِس وقت خاص طور پر توجہ دلانے کیلئے یہ امر پیش آیا ہے کہ آگے تو ہمارے صرف بیرونی مخالف تھے اور فقط بیرونی مخالفت کی ہمیں فکر تھی۔ اور اب وہ لوگ بھی جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ مولوی اور فقیہہ کہلاتے ہیں سخت مخالف ہوگئے ہیں یہاں تک کہ وہ عوام کو ہماری کتابوں کے خریدنے بلکہ پڑھنے سے منع کرتے اور روکتے ہیں اِس لئے ایسی دِقّتیں پیش آگئی ہیں جو بظاہر ہیبت ناک معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اگر ہماری جماعت سُست نہ ہو جائے تو عنقریب یہ سب دِقّتیں دُور ہو جائیں گی۔ اِس وقت ہم پر فرض ہوگیا ہے کہ بیرونی اور اندرونی دونوں قسم کی خرابیوں کی اصلاح کرنے کیلئے بدل وجان کوشش کریں اور اپنی زندگی کو اِسی راہ میں فدا کردیں اور وہ صدق قدم دِکھلاویں۔ جس سے خداتعالیٰ جو پوشیدہ بھیدوں کو جاننے والا اور سینوں کی چھپی ہوئی باتوں پر مطلع ہے راضی ہوجائے۔ اِسی بناء پر مَیں نے قصد کیا ہے کہ اب قلم اُٹھا کر پھر اُس کو اُس وقت تک موقوف نہ رکھا جائے۔ جب تک کہ خداتعالیٰ اندرونی اور بیرونی مخالفوں پر کامل طور پر حجت پوری کر کے حقیقت عیسویہ کے حربہ سے حقیقت دجّالیہ کو پاش پاش نہ کرے

لیکن کوئی قصد بجز توفیق و فضل و امداد و رحمت الٰہی انجام پذیر نہیں ہو سکتا اور خدا تعالیٰ کی بشارات پر نظر کر کے جو بارش کی طرح برس رہی ہیں اِس عاجز کو یہی امید ہے کہ وہ اپنے اِس بندہ کو ضائع نہیں کریگا اور اپنے دین کو اُس خطرناک پراگندگی میں نہیں چھوڑیگا جو اب اُسکے لاحقِ حال ہے مگر برعایت ظاہری جو طریق مسنون ہے مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ یہی کہنا پڑتا ہے سو بھائیو جیساکہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں سلسلۂ تالیفات کو بلافصل جاری کرنے کے لئے میرا پختہ ارادہ ہے اور یہ خواہش ہے کہ اِس رسالہ کے چھپنے کے بعد جس کا نام نشانِ آسمانی ہے رسالہ دافع الوساوس طبع کرا کر شائع کیا جاوے اور بعد اسکے بلاتوقف رسالہ حیات النبی و ممات المسیح جو یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بھی بھیجا جائیگا شائع ہو۔ اور بعد اسکے بلاتوقف حصہ پنجم براہین احمدیہ جسکا دوسرا نام ضرورت قرآن رکھا گیا ہے ایک مستقل کتاب کے طور پر چھپنا شروع ہو۔ لیکن میں اِس سلسلہ کے قائم رکھنے کیلئے یہ احسن انتظام خیال کرتا ہوں کہ ہر یک رسالہ جو میری طرف سے شائع ہو میرے ذی مقدرت دوست اُسکی خریداری سے مجھ کو بدل و جان مدد دیں اِس طرح پر کہ حسب مقدرت اپنی ایک نسخہ یا چند نسخے اُسکے خرید لیں۔ جن رسائل کی قیمت تین آنہ یا چار آنہ یا اسکے قریب ہو۔ اُنکو ذی مقدرت احباب اپنے مقدور کے موافق ایک مناسب تعداد تک لے سکتے ہیں اور پھر وہی قیمت دوسرے رسالہ کے طبع میں کام آسکتی ہے۔ اگر میری جماعت میں ایسے احباب ہوں جو اُنپر بوجہ املاک و اموال و زیورات وغیرہ کے زکوٰۃ فرض ہو تو اُنکو سمجھنا چاہیئے کہ اِسوقت دین اسلام جیسا غریب اور یتیم اور بےکس کوئی بھی نہیں اور زکوٰۃ نہ دینے میں جسقدر تہدید شرع وارد ہے وہ بھی ظاہر ہے اور عنقریب ہے جو منکرِ زکوٰۃ کافر ہو جائے پس فرض عین ہے جو اِسی راہ میں اعانتِ اسلام میں زکوٰۃ دیجاوے کہ زکوٰۃ میں کتابیں خریدی جائیں اور مفت تقسیم کی جائیں۔ اور میری تالیفات بجز اِن رسائل کے اور بھی ہیں جو نہایت مفید ہیں جیسے رسالہ احکام القرآن اور اربعین فی علامات المقربین اور سراج منیر اور تفسیر کتاب عزیز۔ لیکن چونکہ کتاب براہین احمدیہ کا کام ازبس ضروری ہے اِسلئے بشرط فرصت کوشش کیجائیگی کہ یہ رسائل بھی درمیان میں طبع ہو کر شائع ہو جائیں آئندہ ہر ایک امر اللہ جلشانہٗ کے اختیار میں ہے یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؎

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء

ضروری اشتہار

اِس عاجز کا ارادہ ہے کہ اشاعتِ دینِ اسلام کے لئے ایسا احسن انتظام کیا جائے کہ ممالکِ ہند میں ہر جگہ ہماری طرف سے واعظ و مناظر مقرر ہوں اور بندگانِ خدا کو دعوتِ حق کریں۔ تا حجت اسلام رُوئے زمین پر پُوری ہو۔ لیکن اِس ضعف اور قلّتِ جماعت کی حالت میں ابھی یہ ارادہ کامل طور پر انجام پذیر نہیں ہوسکتا۔ بالفعل یہ تجویز کیا ہے کہ اگر حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو ایک فاضل جلیل اور امین اور متقی اور محبتِ اسلام میں بدل و جان فدا شدہ ہیں قبول کریں تو کسی قدر جہاں تک ممکن ہو یہ خدمت اُن کے سُپرد کی جائے۔ مولوی صاحب موصوف بچّوں کی تعلیم اور درسِ قرآن و حدیث اور وعظ و نصیحت اور مباحثہ و مناظرہ میں یدِ طُولیٰ رکھتے ہیں۔ نہایت خوشی کی بات ہے اگر وُہ اِس کام میں لگ جائیں۔ لیکن چونکہ انسان کو حالتِ عیالداری میں وجوہ معیشت سے چارہ نہیں اِسلئے یہ فکر سب سے مقدم ہے کہ مولوی صاحب کے کافی گذارہ کے لئے کوئی احسن تجویز ہو جائے یعنی یہ کہ ہر ایک ذی مقدرت صاحب ہماری جماعت میں سے دائمی طور پر جبتک خدا تعالیٰ چاہے ان کے گذارہ کیلئے حسب استطاعت اپنی کوئی چندہ مقرر کریں اور پھر جو کچھ مقرر ہو بلا توقف اُنکی خدمت میں بھیجدیا کریں۔ دُنیا چند روزہ مسافر خانہ ہے آخرت کے لئے نیک کاموں کے ساتھ طیاری کرنی چاہیئے مبارک وُہ شخص جو ذخیرہ آخرت کے اکٹھا کرنے کے لئے دن رات لگا ہُوا

ہے اِس اشتہار کے پڑھنے پر جو صاحب چندہ کے لئے طیّار ہوں۔ وُہ اِس عاجز کو اطلاع دیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھُدیٰ

المشتہر خاکسار

۲۶- مئی ۱۸۹۲ء غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

طِبّ رُوحانی

یہ کتاب حضرت حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم کی تالیفات میں سے ہے۔ حاجی صاحب موصوف نے اِس کتاب میں اُس علم مخفی سلب امراض اور توجّہ کو مبسوط طور پر بیان کیا ہے جسکو حال کے مشایخ اور پیرزادے اور سجادہ نشین پوشیدہ طور پر اپنے خاص خاص خلیفوں کو سکھلایا کرتے تھے اور ایک عظیم الشان کرامت خیال کی جاتی تھی اور جسکی طلب میں اَب بھی بعض مولوی صاحبان دُور دُور کا سفر اختیار کرتے ہیں۔ اِسلئے محض لِلّٰہ عام و خاص کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اِس کتاب کو منگوا کر ضرور ہی مطالعہ کریں کہ یہ بھی منجملہ اُن علوم کے ہے جو انبیاء پر فائض ہُوئے تھے بلکہ حضرت مسیح کے معجزات تو اِسی علم کے سرچشمہ میں سے تھے۔

کتاب کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ صاحبزادہ افتخار احمد صاحب جو لُدھیانہ۔ محلّہ جدید میں رہتے ہیں۔ اُن کی خدمت میں خط و کتابت کرنے سے قیمتًا مل سکتی ہے۔